# ایمان والوں کے پانچ وصف

مومنوں کے پانچ وصف خصوصیت سے بیان کیے گئے۔گویا قرآن کے نزدیک ایمان وعمل کے مرقع میں سب سے زیادہ نمایاں خط وخال یہی ہیں۔جس زندگی میں یہ خصائص نہ ہوں وہ مومن کی زندگی نہیں ہوسکتی۔

ا۔نماز کی محافظت اوراس کا خضوع وخشوع سے ادا کرنا۔کسی باہیبت وجلال مقام پر کھڑے ہوجاؤ۔تمہارے ذہن وجسم پر کیسی حالت طاری ہوجائے گی؟ایسی ہی حالت کو عربی میں ''خشوع'' کہتے ہیں۔

ب۔ ہراس بات سے مجتنب رہنا جو نکمی ہو۔صرف انہی باتوں کا اشتغال رکھنا جو دین ودنیا میں نافع ہوں۔

ج۔کمائی میں سے اپنے محتاج بھائیوں کے لئے خرچ کرنا۔

د۔زنا سے کبھی آلودہ نہ ہونا۔

ہ۔امانت دار ہونا اور اپنے عہدوں کو پورا کرنا۔

راہ حق میں سب سے آگے نکل جانے والے وہ ہیں:

ا۔جو اپنے پروردگار کے خوف سے ڈرتے ہیں اوراس کی نشانیوں پر یقین رکھتے ہیں۔

ب۔جو پروردگار کے ساتھ کسی ہستی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔

ج۔جو اس کی راہ میں جتنا کچھ دے سکتے ہیں، بلا تامل دے دیتے ہیں۔ان کے دل ترساں رہتے ہیں کہ اپنے پروردگار کے حضور انھیں لوٹنا ہے۔

(رسول رحمت، مولانا ابوالکلام آزاد ص ۱۱۴۔۱۱۵)

**درس حدیث**

محمد اظہر مدنی

# راہِ الٰہی میں خرچ ایک نفع بخش تجارت

**عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن یوم یصبح العباد الا ملکان ینزلان فیقول احدھما: اللھم اعط منفقا خلفا ویقول الآخر۔ اللھم اعط ممسکا تلفا (۱۴۴۲ بخاری/کتاب الزکاۃ/باب فامامن اعطی واتقی) (مسلم: ۱۰۱۰)**

**ترجمہ:** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہردن صبح کو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان میں سے ایک (یہ دعا کرتے ہوئے) کہتا ہے۔ اے اللہ! مال خرچ کرنے والے کو اور عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے، اے اللہ! خرچ نہ کرنے والے کا مال تباہ کردے۔

**تشریح:** قرآن واحادیث میں متعدد مقامات پر اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی اہمیت وافادیت اور فضیلت کا ذکر ہے۔ اسی طرح مال نہ خرچ کرنے کی صورت میں یا مال کو روک کر اور سینت سینت کر رکھنے یا کسی بھی شکل سے اس کو دبا کر رکھنے پر سخت وعید آئی ہے۔

قرآن کریم نے انفاق فی سبیل اللہ کو ایک نفع بخش تجارت قرار دیا ہے اور وہ بھی ایسی تجارت جو اللہ کے ساتھ بغیر کسی واسطے کے کی جائے۔ بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کی جانے والی کوئی بھی تجارت نقصان دہ ہو ہی نہیں سکتی ہے کیونکہ نہ اس میں کوئی غش ہے، نہ دھوکہ دھڑی، اور نہ ہی عہد وپیمان ٹوٹنے کا ڈر ہے اور نہ ہی اجرت ورنج نہ ملنے کا خوف، بلکہ فائدہ ہی فائدہ ہے، رنج ہی رنج ہے اور مال سے کئی گنا زیادہ فائدہ ہے جو دنیا کے کسی بھی بزنس میں نہیں ہے اور نہ ہوسکتا ہے اور نہ ہی وقت کا کوئی قارون دے سکتا ہے۔ یہ تو بندے اور اس کے آقا کا مسئلہ ہے۔ جس کی جزاء اور بدلہ صرف وہی دے سکتا ہے، جو بڑا مہربان، بڑا کریم اور بڑا ہی رحیم ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ لِیُوَفِّیَھُمْ اُجُوْرَھُمْ وَ یَزِیْدَھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ اِنَّہٗ غَفُوْرٌ "شَکُوْرٌ" **(سورہ فاطر: ۲۹۔۳۰)** جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی خسارہ میں نہ ہوگی تاکہ ان کو ان کی اجرتیں پوری دے اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ دے بیشک وہ بڑا بخشنے والا قدردان ہے اور دوسرے مقام پر فرمایا: وَ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُہٗ وَھُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ **(سبا: ۳۹)** اور تم جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کروگے اللہ اس کا (پورا پورا) بدلہ دے گا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ اور سورہ الحدید میں ارشاد فرماتا ہے اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَکُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْہِ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ اَنْفَقُوْا لَھُمْ اَجْرٌ "کَبِیْرٌ" اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس مال میں سے خرچ کرو جس میں اللہ نے تمہیں (دوسروں کا) جانشین بنایا ہے پس تم میں سے جو ایمان لائیں اور خیرات کریں انھیں بہت بڑا ثواب ملے گا۔

اسی طرح ذخیرۂ احادیث میں متعدد ایسی حدیثیں ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے مال خرچ کرنے کی تلقین فرمائی۔ اور ساتھ ہی ساتھ اس کے بے شمار فوائد ومنافع اور اجر عظیم کا بھی ذکر فرمایا۔ ایک موقع پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو کہا "**انفق بلال ولا تخش عن ذی العرش اقلالا**" بلال! خرچ کرو اور عرش والے کی طرف سے کسی کمی کا خوف نہ کرو، دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے والے کے صدقہ کی افزائش ایسے کرتا ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ اس کا صدقہ ایک پہاڑ کے مانند ہوجاتا ہے۔ راہ الٰہی میں خرچ کرنے کے بہت سارے فوائد ہیں اس کے ذریعہ تزکیہ نفس ہوتا ہے، اللہ کی غیبی مدد آتی ہے، قبر کی تپش کو بجھاتا ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کا شمار بروز قیامت ان سات خوش نصیبوں میں سے ہوگا جن کو عرش الٰہی کے نیچے جگہ نصیب ہوگی لہٰذا راہ الٰہی میں خرچ کرنے والے کو اس بات سے نہیں ڈرنا چاہیے کہ اس کے مال میں کمی ہوجائے گی یا وہ فقروفاقہ کا شکار ہوجائے گا بلکہ اسے بلاخوف وخطر احادیث رسول ﷺ کو سامنے رکھتے ہوئے راہ الٰہی میں بے دریغ خرچ کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ "**مانقصت صدقة من مال**" صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا ہے بلکہ وہ اضافہ، بڑھوتری اور خیروبرکت کا سبب بنتا ہے۔ اور مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے اتنے سارے بھیڑ بکریوں کا مطالبہ کیا جس سے دو پہاڑوں کے بیچ کی خالی جگہ پر ہوجائے تو رسول اکرم ﷺ نے اس کے مطالبہ کو پورا کیا پھر جب وہ اپنی قوم کی طرف واپس لوٹا تو کہنے لگا کہ اے میری قوم کے لوگو! "**فواللہ ان محمدا لیعطی عطاء من لا یخاف الفقر**" تم سب اسلام قبول کرلو۔ کیونکہ اللہ کی قسم، محمد ﷺ تو اس شخص کی طرح عطا کرتے ہیں جسے کبھی فقروفاقہ کا کوئی خوف واندیشہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ ہم جب اس عظیم تجارت کے لئے آگے بڑھیں تو اس کے تقاضے کو ملحوظ رکھیں کیونکہ بہت ساری ایسی چیزیں جو اس عظیم تجارت کی روح کے منافی ہیں ان کے صدور سے ان کا اجروثواب ضائع ہوجاتا ہے جیسے نیت میں کھوٹ، ریاکاری، شرک، احسان جتانا، مال دینے کے بعد واپس لے لینا یا اسی طرح ردی اور خراب چیزوں کو راہ الٰہی کے لئے منتخب کرنا یا بلاوجہ، کسی ضرورت کے بغیر، تشہیر کرنا وغیرہ ساری چیزیں جن سے اس عظیم تجارت میں کمی آجاتی ہے بلکہ بسا اوقات اس کے لئے پریشانی کا سبب بن جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ راہ الٰہی میں خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے اجروثواب کو ضائع کرنے والی تمام چیزوں سے بچنے کی توفیق ارزانی بخشے۔ آمین۔ **وصلی اللہ علی نبینا محمد سلم تسلیما کثیرا** ☆☆

ترجمان

مدیر مسئول
اصغر علی امام مہدی سلفی
مدیر
عبدالقدوس اطہر نقوی
نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی    مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم

مجلس ادارت
مولانا محفوظ الرحمن فیضی    مولانا شہاب الدین مدنی    ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی    مولانا طہ سعید خالد مدنی    مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

| | |
|---|---|
| درس حدیث | ۲ |
| اداریہ | ۳ |
| اپنی اولاد کو بچالیں | ۶ |
| اعتکاف کے فضائل ومسائل | ۸ |
| جمع کے صیغے سے قنوتِ وتر کا حکم | ۱۴ |
| ذکرواذکار: فضائل، فوائد اور ثمرات | ۱۹ |
| صفات باری تعالیٰ: صفت خلق | ۲۳ |
| رپورٹ اجلاس مجلس عاملہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند | ۲۶ |
| نظم | ۲۹ |
| جماعتی خبریں | ۳۰ |
| اعلان داخلہ ''المعھد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ | ۳۱ |
| عیدانہ فنڈ جمع کرنا ہرگز نہ بھولیں | ۳۲ |

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک
سالانہ ———— ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ———— ۷/روپے
پاکستان ———— ۵۰۰/روپے
بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ڈالر یا اس کے مساوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی-۱۱۰۰۰۶
ویب سائٹ: www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل: jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل: jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

اداریہ

اصغر علی امام مہدی سلفی

# لوٹ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

خلافت ارضی کے لیے جس مخلوق کو برپا کیا گیا تھا اب وہی ناکام بلکہ برباد ہوتی ہوئی نظر آرہی ہے۔علم ایک ایسا جوہر انسانی تھا جس کی وجہ سے اس کے خلاف اٹھنے والے سارے سوالات یکسر مسترد اور ختم ہوگئے تھے،اب علم وآگہی اور اس میں نت نئی ترقیات نے ہی اس کو پستی میں جا گرایا ہے۔اگر علمی ترقی کا یہی حال رہا تو جان لیجیے کہ وہ اپنی مکمل خودکشی کا سامان خود ہی کرچکی ہے۔ دراصل انسانوں کے زمین پر بسائے جانے پر بہت سے اعتراضات اور اشکالات تھے،اس سے فساد وبگاڑ پیدا ہونے کا اندیشہ تھا اور اس سے پوری زمین ہی معرض خطر میں پڑنے کی سزاوار بن رہی تھی،خونریزی اور ہلاکت وبربادی کا خطرہ اس کے وجود کے ساتھ ہی گویا منڈلاتا نظر آرہا تھا۔لیکن علم اور وہ بھی تمام اشیاء کے نام،ان کے خواص،ان سے مرتب ہونے والے اثرات، ان کے اندر پیدا ہونے والے افراط وتفریط،ان کے طریقہ استعمال میں احتیاط وحزم اور تدبیر، ان کے مصنوعات،مرکبات،مفردات اور مقادیر یہ سب علم، اعتدال اور ذمہ داری سے برتنے اور ان کے پیدا کرنے والے کی منشا کے مطابق استعمال میں لانے سے ہی مفید ہوسکتے تھے، بلکہ اللہ تعالی کی یہ زمین جنت ارضی کہلانے اور امن وامان اور اطمینان کی جگہ قرار پانے والی تھی اور وہ عظیم ہدایت تھی جسے اس زمین کے پیدا کرنے والے اور اس پر بسانے والے ہی جانتے ہیں۔اس لیے جہاں اللہ جل شانہ نے وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمۡ عَلَى الۡمَلٰٓـئِكَةِ ''اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام نام سکھا کر ان چیزوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا'' (البقرہ:۳۱) فرما کر دنیا کو سوچ سمجھ کر برتنے کا گر سکھایا وہیں ذمہ دارانہ طور اور علم وتجربہ کی بنیاد پر چیزوں کے برتنے کا حکم نہیں دیا بلکہ اس کو اعتدال ووسطیت اور احسن طریقے سے برتنے کے لیے تاکید کردی کہ میری طرف سے جو ہدایت آئے گی اور اگر اسی فارمولے اور ہدایت کو استعمال کیا جائے گا اور اسی کی رہنمائی میں ساری ترقیات اور اختراعات

وایجادات کام میں لائے جائیں گے تو دنیا امن وشانتی کا گہوارا ،خوشگوار اور حسین سے حسین تر ہوتی چلی جائے گی۔ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ'' عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ''جب کبھی تمہارے پاس میری ہدایت پہنچے تو اس کی تابعداری کرنے والوں پر کوئی خوف وغم نہیں'' (البقرہ:۳۸)

ہدایت آسمانی کی پیروی وتابعداری کیے بغیر دنیا کو برتنا اور بے مہار دنیا داری میں گھستے چلے جانا اور بے تحاشا تصرفات کرتے جانا یہی نہیں کہ اطمینان وسکون چھین لے گا بلکہ نت نئے خوف واندیشے اپنے نرغے میں لے لیں گے اور انسانیت سسکتی اور بلکتی رہ جائے گی اور غموں کے پہاڑ اس پر ٹوٹ پڑیں گے۔ آج بظاہر جس قدر ایجادات واختراعات علمی وسائنسی انقلابات کے پاداش میں ہو رہے ہیں ہدایت آسمانی سے دوری کی وجہ سے اتنے ہی زیادہ خوف اور غم کے بادل بھی منڈلا رہے ہیں۔ اور یہ سب انسان کے ہاتھوں کی کمائی ہے۔ دیکھو تو بھلا جنگوں کا سلسلہ،مہلک ہتھیاروں کا خوف اور قتل وغارتگری کا بازار گرم ہے ہی۔ اب جنگلوں، دریاؤں، خشکی وتری، پہاڑوں اور وادیوں میں اور زیرزمین مدفون خزانے ومعادن اور پانی سے لے کر ہوا، فضا، آگ وخاک یہ تمام کے تمام عناصر اربعہ جن کے وجود سے بڑی سے بڑی چیز وجود میں آتی تھی اور انسانیت کے لیے مفید سے مفید بنتی تھی اب وہ اسی علمی ترقیات کے پاداش میں اس قدر مکدر وملوث ہو چکی ہے کہ انسان کا سانس لینا مشکل ہے، اس کا بدن جو انہی عناصر سے مرکب ہے اور جو اس کی غذا بھی ہے وہ خود معرض خطر میں پڑا ہوا ہے اور سراپا زہر بنا جا رہا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ ''خشکی اور تری میں لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث فساد پھیل گیا۔'' (الروم:۴۱) کا سماں سامنے ہے۔ مگر انسانی غلطی یہ ہے کہ جو اس کے لیے تریاق اور ان مرکبات ومفردات کے لیے مصلح بنایا گیا تھا اس کی طرف توجہ نہ دے کر انسان ان جراثیم، امراض اور ناسور کے ذریعہ علاج کے نت نئے طریقے ایجاد کرتا جا رہا ہے۔ اور مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی کے مصداق ہوتا جا رہا ہے۔ جس طرح گندگی سے گندگی کی صفائی ناممکن ہے بلکہ محال اور باعث از دیاد امراض روحانی وجسمانی ہے اسی طرح آج کے دور میں انسانیت نئی بیماریوں کے لیے دوا کی تلاش مزید ہلاکت اور خطرے میں ڈالتی چلی جا رہی ہے۔ افسوس کہ دنیوی علوم ومعارف کے پیچھے پڑی اور آسمانی ہدایات سے نابلد دنیا نے جو راہ اپنائی ہے اب خالص دین وایمان اور آسمانی ہدایات کے علمبرداروں نے بھی اسی پر چل کر ہر چیز کی مادی تفسیر وتوضیح شروع کر دی ہے، ان کے یہاں بھی ہر چیز کا علاج مادیت ہوتی جا رہی ہے اور مادہ پرستانہ ذہنیت دین وایمان کا لبادہ اوڑھ کر وہی علاج تجویز کر رہی ہے جس سے دنیا مرض مزمن میں مبتلا ہوگئی۔ ضرورت ہے پیچھے کی طرف لوٹ کر اسی نسخہ قدیمہ ومجربہ کو اپنانے کی جسے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں نے انسانیت کی ہلاکت کے تمام ادوار میں اپنایا۔ افسوس کہ مادیت زدہ ڈاکٹروں نے نسخہ قدیم اور دوائے قدیم کو اپنانے کی تو ٹھان لی ہے اور اعشاب، جڑی بوٹی اور نیچرل چیزوں سے علاج کرنا تو شروع کر دیا ہے اور قدیم ماہر حکماء واطباء کی طرح اشیاء کے خواص ومقدار اور ایک دوسرے کے اندر توازن واعتدال کو پھر سے کام میں لانے کی حکمت اپنائی جانے لگی ہے، ورنہ مصالحہ ومصلح نہ ہونے کی وجہ سے قیمتی سے قیمتی اور بہتر سے بہتر اشیاء حکمت وعطر بھی غیر مفید بلکہ مضر ہوتے جا رہے ہیں اور بسا اوقات وہ تریاق ثابت ہونے کے بجائے ہلاکت وبربادی کا سامان بنتے جا رہے ہیں۔ اس لیے حکماءِ وقت اب ان قدیم دواؤں کو استعمال میں لانے کے ساتھ ساتھ قدیم ترکیب بھی اپنا رہے ہیں۔ مگر وہ جو دوائے دل انسانیت کے لیے لے کر آئے تھے ان کو اسی مادیت کی بھول بھلیوں اور خیرہ کر دینے والی چمک ودمک نے اب بھی مبہوت کر رکھا ہے۔ اور وہ چمک رہے سراب میں خود بھی اپنی پیاس کا علاج تلاش کر رہے ہیں اور انسانیت کو بھی اسی سراب سے سیراب کر دینے پر اتارو ہیں۔

اذا كان الغراب دليل قوم
سيهديهم طريق الهالكينا

آئیے! آبِ بقائے دوام کہیں سے لینے کی نہ ضرورت ہے نہ تلاش بلکہ ہمارے پاس وہ موجود ہے اور خوب ہے۔ اس سے خود بھی سنبھل جائیں گے اور

دنیا بھی سنبھل جائے گی۔اور وہ نسخہ کیمیا ہے"لن یصلح آخر هذه الامة الا بما صلح بها اولها"۔اللہ کے دین، مصطفیؐ کی لائی ہوئی شریعت، اسوۂ صحابہؓ اور اسلاف کے نقش قدم کی پیروی میں ہی ساری بیماریوں کا علاج، انسانیت کی فلاح وبہبود کا راز، امن عالم اور اصلاح ملک وملت اور جماعت کا راز مضمر ہے۔

لوٹ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

رمضان المبارک کے ہدایت مآب مہینے میں روحانی وجسمانی علاج کا نسخۂ ربانی جو تجویز کیا گیا تھا، جس سے ہر چھوٹے بڑے امراض روحانی وجسمانی کا علاج ممکن ہی نہیں بلکہ اس کی گارنٹی تھی، الوقایہ خیر من العلاج کے قبیل سے بھی بہترین جتن کیا گیا تھا بلکہ وقایہ اور بچاؤ سے بڑھ کر"التقویٰ" یعنی بہترین بچاؤ ومکمل پرہیز، عام آلائش دنیا سے نجات اور ہر طرح کے مضرات ومعاصی سے بچنے کا سامان مہیا کیا گیا تھا اور ساتھ ہی بہترین ادویہ وغذا اور مقویات روحانیہ وجسمانیہ عطا کردیئے گئے تھے۔وباؤں اور آب وہوا اور فضا کی تمام آلودگیوں سے مسلم معاشرے کو پاک وصاف بھی کردیا گیا تھا، شیطان اور شر کا وجود ہی سرے سے معدوم کردیا گیا تھا۔کتاب وہدایت کی جلوہ گری، تلاوت، قیام اللیل تراویح، اور اس کی گردان ومذاکرہ اور مدارسہ کا ایسا دور آیا تھا کہ جس کی کوئی مثال اور مہینوں میں مل ہی نہیں سکتی۔اپنے اوپر کنٹرول کرنے، حرام تو حرام ادنیٰ مکروہات ومباحات اور مشتبہات سے بھی بچنے کا سامان بہم پہنچایا گیا تھا۔روزہ جو وقایہ، بچاؤ واحتیاطی تدابیر اور پیش بندی وپرہیزگاری کا سب سے بڑا عمل ہے وہ فرض اور لازم کردیا گیا تھا، روزے کی شکل میں مجموعہ خیر وفلاح اور حسنات وبرکات ودرجات کا شہادہ مومن کو عطا کردیا گیا تھا اور جس کا مبارک تسلسل ابھی بھی قائم ہے۔

بھائیو! ہمدردی وغمگساری، مساوات ومواسات کا موسم بہار آیا ہوا ہے۔ صدقہ وخیرات، صلہ رحمی وصداقت کے سنہری مواقع میسر ہیں۔فقیروں، غریبوں، مسکینوں، یتیموں، مجبوروں، مقروضوں اور مصیبت کے ماروں کے درد وغم، الجھن وپریشانی اور بھوک وپیاس کو سمجھنے کا کیا ہی بہتر اور پیارا وقت ملا ہوا ہے۔اپنے دینی قلعہ مدارس ومکاتب جن میں سے اکثر کسمپرسی اور دم توڑنے کی کگار پر ہیں اور بعض بند پڑے مرثیہ خواں ہیں کہ کوئی یار ومددگار نہ رہا، خصوصی طور پر اولیت کے ساتھ ان کی طرف توجہ وتعاون کرنے کا فریضہ عائد ہے۔اسی طرح اپنی خواہشات کو لگام لگا کر محض رب کی رضا کی خاطر ریاء ونمود سے بچ کر خالص اللہ کے لیے جینے کا سلیقہ سکھا دیا گیا ہے۔اپنے پر دوسروں کو ترجیح دینے کی ٹریننگ دی گئی ہے کہ سخت جھگڑالو لوگوں اور پھوہڑ کام کرنے والوں کے ساتھ بھی حسن عمل اور درگذر سے کام لینے کی تلقین وتعلیم سے بہرہ ور ہوکر بڑی ہوشیاری سے اپنے صیام وقیام کے تقدس کو بچالیتے ہیں۔بذل وانفاق کی ایسی لت پڑ چکی ہے کہ اس کے بغیر ہم کو نہ کھانا اچھا لگتا ہے نہ کوئی عمل قبول ہوتا نظر آتا ہے۔ادنیٰ بھول چوک کے لیے بھی ہم صدقۃ الفطر ادا کرتے ہیں کہ کوئی بھوکا رہ جائے اور خوشی کے دن میں بھی وہ روزی کی تلاش میں اور بھوک کی شدت کو مٹانے کی فکر میں سرگرداں ہو اسے ہم برداشت نہیں کرسکتے، تو بتاؤ ایسے ماحول میں ہماری عید عید سعید، مبارک اور مہتم بالشان ضرور بالضرور ہے اور یقینا ہے۔ آؤ! اس پر اپنے رب کا شکر بجالائیں، اس کی کبریائی وبڑائی کی نغمہ سرائی کریں کہ دشت وجبل سب آوازۂ حق سے گونج اٹھے، فضائے انسانی معطر ہوجائے اور غم واندوہ اور کرب وبلا کی ساری داستانیں قصہ پارینہ ہوجائیں۔دنیا جنگ وجدل، شر وفساد اور سرد وگرم جنگ سے پاک ہوجائے۔دشمنیاں مٹ جائیں، اللہ کی زمین میں اس کی ہدایت آسمانی وربانی کے ذریعہ امن وآشتی، محبت والفت اور اخوت کی ہمہ گیری عام ہوجائے۔نہ کوئی بندہ ہو نہ بندہ نواز۔سب اپنے رب کے سامنے ایک ہی صف میں صف باندھے کھڑے ہوں کہ میدان محشر میں ہم سب کا حشر روزہ داروں، ریان والوں، غفران والوں کے ساتھ ہو۔فرحت وشادمانی لقاء مولائے کریم ورب رحیم سے مشرف ہوجائیں کہ ہم نے صیام وقیام، سحور وافطار، تلاوت اور ذکر واذکار خصوصا اعتکاف میں آلائش دنیا اور ہر طرح کے علائق، رشتے وناطے اور خواہشات وملذات سے الگ کرکے خالص اللہ تعالیٰ کی خاطر اس کے گھروں میں اپنے آپ کو محبوس وخلوت گزیں کر رکھا تھا، اس کے علاوہ کوئی مونس اور ملجا وماویٰ تھا ہی نہیں۔اب قبر وحشر میں بھی وہی تنہا ہمارا مونس وغمگسار ہے اور ایسے ہی لوگ حقیقی عید سعید کی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ہم سب کو عید کی مبارکبادی انہی جذبات وپیغامات سے دیتے ہیں۔ اور شوال کے چھ روزے رکھنے کی ترغیب بھی دیتے ہیں تاکہ پورے سال کے اجر وثواب سے بہرہ ور ہوسکیں۔

**تقبل اللہ منا ومنکم صالح الاعمال**

# اپنی اولاد کو بچالیں

مولانا خورشید عالم مدنی، پٹنہ

دین اسلام اللہ کی بڑی نعمت ہے، اسی دین پر عمل کرنے میں ہماری عزت بھی ہے اور حفاظت بھی اور اگر ہم اس سے دور ہو گئے تو ذلیل ورسوا ہوں گے اور ہماری بربادی کا چرچا آسمانوں میں ہوگا، اس لئے ہمیں اپنے دین پر نازاں ہونا چاہیے اور فخر سے یہ کہنا چاہیے۔ رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا، و بمحمد (صلی اللہ علیہ وسلم نبیا) (سنن ابوداؤد: ۱۵۲۹)

ایک شخص جب اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، یہ دعوی کرتا ہے کہ وہ اسلام کا پیرو ہے تو اس شخص پر اس کے دین کی طرف سے کچھ ذمہ داریاں عائد کی جاتی ہیں، اسے کچھ حدود وقیود کا پابند بنایا جاتا ہے، اس دین کے کچھ مطالبات ہوتے ہیں اور اس دین کو ماننے کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں جن کی تکمیل وادائیگی اس بندہ مسلم پر واجب ہوتی ہے۔ ان میں سرفہرست یہ ہے کہ وہ مدعی اسلام وایمان اپنے آپ کو، اپنی فیملی، افراد خانہ کو جہنم کی آگ سے بچنے اور بچانے کی پوری کوشش کرے، ارشاد باری تعالی ہے، يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا ''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ'' (التحریم: ۷)

یہ جہنم کیا ہے؟ قرآن واحادیث میں اس کے بڑے تذکرے ہیں۔ پہلے ہمیں ان کو سمجھنا چاہیے، جب جانیں گے، سمجھیں گے، پہچانیں گے تب ہمارے اندر اس سے بچنے، جنت میں داخل ہونے اور اپنے اہل وعیال کو بھی بچانے اور انہیں جنتی بنانے کی فکر ہوگی۔ اس لئے جہنم کو پڑھیں اور اس سے کیسے بچیں گے اس کو جانیں، سانپ کو پہچانیں گے شرک اکبر کو جانیں گے تبھی آپ اس سے دور رہنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن واہ رے غافل انسان ہم اس کو جاننے اور اس سے بچنے کی تدبیریں نہیں کرتے ہیں۔ اس عارضی دنیا کی زندگی میں ہمیں اپنی صحت کی حفاظت کی کتنی فکر ہے۔ ہماری صحت باقی رہے اس کے لئے ہم کتنا جتن کرتے ہیں، جم، یوگا، مورننگ واک، ایکسرسائز کرتے ہیں لیکن اپنے جسم وروح کو آخرت کے عذاب سے بچانے کی ہم کیوں فکر نہیں کرتے؟ ہماری روح صحت مند رہے، اس کا تزکیہ، اس کی تطہیر، استحکام وارتقاء کی ہمیں فکر کیوں نہیں ہوتی؟ ہم اپنی روح کو ایسا بنائیں کہ خوش ہو کر کہہ دیں۔ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ''اے اطمینان والی روح۔ تو اپنے رب کی طرف لوٹ چل اس طرح کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے خوش'' (سورہ الفجر: ۲۷-۲۸)

ہماری روح کی خوشبو سے عالم بالا معطر ہو جائے یہ کس نیک خوش قسمت انسان کی روح ہے؟ قبر میں کہہ دیا جائے۔ نم کنومة العروس (ترمذی ابواب الجنائز) دلہن کی طرح سوجا، جنت کی کھڑکی کھول دی جائے اور وہ آگ میں جلنے سے بچ جائے۔ اس روح کو کوئی تکلیف نہ پہنچے، آخرت میں آرام ملے، اس کی ہمیں فکر نہیں؟ اف آخرت کا دردناک، المناک عذاب، داغی ہوگا، چمڑی ادھیڑنے والا ہوگا، فرشتے چمڑی بدلتے جائیں گے اور وہ جلتا جائے گا۔ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُم بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا ''جن ان کی کھالیں پک جائیں گی ہم ان کے سوا اور کھالیں بدل دیں گے تا کہ وہ عذاب چکھتے رہیں یقیناً اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔'' (النساء: ۵۶)

اور جہنم کے اس خوفناک تصور، بھیانک وجاں گسل تصویر سے لرزہ طاری ہو جاتی ہے، دہکتی آگ، فریاد کرنے والوں کی صدائیں، چیخ وپکار، مبتلائے عذاب انسانوں کی دھاڑیں مار کر رونے کی آوازیں، آگ میں جلنے اور جھلسنے والوں کی بدبو شعلوں کی لپک، رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ''اور جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم دوزخ کا عذاب پرے ہی پرے رکھ کیوں کہ اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے۔ بیشک وہ ٹھہرنے اور رہنے کے لحاظ سے بدترین جگہ ہے۔'' (الفرقان: ۶۵)

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار اپنی امت کو اس جہنم سے ڈرایا ہے اور اس سے بچنے کی تاکید کی ہے آپ نے صحابہ کرام کے مجمع سے فرمایا: انذرتکم النار، انذرتکم النار، انذرتکم النار میں تمہیں جہنم کی آگ سے متنبہ کر رہا ہوں، میں تمہیں جہنم سے ڈراتا ہوں، میں تمہیں نار جہنم سے ڈراتا ہوں، اور اس کی کیفیت بیان فرما رہے تھے کہ چادر آپ کے جسد اطہر سے گر کر آپ کے پائے مبارک پر پہنچ گئی تھی۔ (سنن دارمی ۲/۷۲۳)

یاد رکھیں! جتنا زیادہ آخرت پر جنت وجہنم پر ہمارا ایمان ہوگا۔ اتنا ہی ہم جہنم سے بچنے اور جنت میں جانے اللہ سے ملاقات کرنے پہنچنے کی فکر بھی کریں گے۔ آج ہماری غفلت اور دنیا پرستی کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا ایمان آخرت پر جہنم پر، حساب وکتاب اور محشر کی سخت گھڑیوں پر نہیں ہے۔ ہم نے اس جہنم کو پہچاننے کی فکر نہیں کی جس جہنم کا تذکرہ قرآن کریم کی ۷۷ آیتوں میں اور جو لفظ نار ۲۱ آیتوں میں اور لفظ جحیم ۲۶ آیتوں میں آیا ہے اور جس کی صفت کو بیان کرتے ہوئے جبرئیل امین رو پڑے۔ وہ جہنم جس کے خوف اور جس کی یاد سے سلف صالحین کی آنکھوں سے آنسو خشک ہو جاتے تھے۔

اس لئے سب سے پہلے اپنے اور اہل وعیال کو عذاب نار سے بچانے کے لئے اپنے ایمان کو اور اہل خانہ کے ایمان کو بچانے کی کوشش کریں، ایمان بچے گا تو ہم جہنم سے محفوظ رہیں گے، جنت کے مستحق بنیں گے، ہمارے اعمال قبول ہوں گے اور رضاء الہی

کے ہم حقدار بنیں گے، اور اگر متاع ایمان میں لٹ جائے تو پھر کیا بچا؟ زمانہ پر آشوب ہے۔ فتنہ کا دور ہے، الحادو دہریت اور فحاشی وعریانیت کا سیلاب ہے جو مسلم معاشرہ کو تباہ کرنے پر آمادہ ہے، فتنۂ ارتداد سر چڑھ کر بول رہا ہے۔ اور جہالت کی انتہا یہ ہے کہ مسلم گھرانوں میں بابا کی تصویر لٹکی ہے۔ مزاروں کی تصویریں آویزاں ہیں، ہاتھوں میں گلے میں دروازوں پر گاڑیوں پر کالے دھاگے، تعویذ وگنڈے، پتھروں کے نگینے بندھے ہوئے ہیں۔ بہت ساری عورتیں دیوالی منارہی ہیں۔ بہت سارے نوجوان اسلام سے منحرف ہورہے ہیں متاع دین وایمان لٹ رہے ہیں، اسلام کی دھجیاں بکھیری جارہی ہیں۔ اور اسلام اپنی غربت واجنبیت پر ماتم کناں ہے۔

قارئین مکرم! اولاد ہماری گردن میں اللہ کی امانت ہے، عظیم نعمت ہے، دنیوی زندگی کی زینت ہے، والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، بڑھاپے کا سہارا ہے۔ ان کے بغیر زندگی میں زندگی نہیں رہتی۔ گھر سونا اور ویران لگتا ہے۔

فقط مال و زر ، دیوار و در ، اچھا نہیں لگتا
جہاں بچے نہیں ہوتے ، وہ گھر اچھا نہیں لگتا

اللہ تعالیٰ نے اگر ہمیں اس نعمت سے سرفراز کیا ہے تو یہ ہمارا دینی واخلاقی فریضہ ہے کہ ہم ان کی دینی تربیت کریں، زیور علم سے آراستہ کریں، معرفت الٰہی اور رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، اہل بیت سے محبت کا جام پلائیں۔ اخلاق وکردار مضبوط بنائیں، ایسا بنائیں کہ وہ اپنے اسلام پر نازاں ہوں اور اسلام ہی پر اور مسلمان بن کر مرے یہ اس کی آخری تمنا ہو وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ''اسی کی وصیت ابراہیم اور یعقوب نے اپنی اولاد کو کی کہ ہمارے بچو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس دین کو پسند فرمالیا ہے خبردار تم مسلمان ہی مرنا'' (البقرہ: ۱۳۲) قرآن مجید نے مختلف پہلوؤں سے تربیت اولاد کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا 'اپنے گھرانے کے لوگوں پر نماز کی تاکید رکھ اور خود بھی اس پر جمارہ'' (طہ۔ ۱۳۲) اور انبیاء کرامؑ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کی فکر وکوشش کیا کرتے تھے اسماعیل علیہ السلام اپنے گھر والوں کو عبادات کے اہتمام پر توجہ دلایا کرتے تھے، وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ''وہ اپنے گھر والوں کو برابر نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا تھا اور تھا بھی اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پسندیدہ اور مقبول'' (سورہ مریم: ۵۵) قرآن کریم نے لقمان حکیم کے قصے کو اور اپنے عزیز بچہ کو کی جانی والی ان کی نصیحتوں کو بیان کیا ہے حالانکہ راجح قول کے مطابق وہ نبی نہیں بلکہ اللہ کے ولی تھے۔ ان کے یہ نصائح بڑے قیمتی ہیں اور تربیت کا جامع نصاب ہے صرف یہ بتانے کے لئے کہ وہ اولاد کی تربیت کے لئے کتنے فکر مند تھے۔ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ''اور جبکہ لقمان نے وعظ کہتے ہوئے اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرے پیارے بچے! اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔'' (لقمان: ۱۳)

اس لئے بچوں کے تئیں ہم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور انہیں ادا کرنے کی فکر کریں تاکہ اس دنیا میں بھی وہ آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور باعث راحت جان ثابت ہوسکیں اور اس دنیا میں بھی ان کی نیک دعائیں آپ کے مقام ورتبے کو اعلیٰ وبالا کرسکیں۔ اور ان کی طرف سے کئے جانے والے صدقات جاریہ کا ثواب آپ کو ملتا رہے۔

اور اگر ہم نے اپنے اندر اپنے فرائض کا احساس پیدا نہیں کیا اور اپنی فیملی میں دینی ماحول پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی تو یاد رکھیں کہ عنداللہ آپ مسئول وجوابدہ ہوں گے، آپ کو جواب دینا ہوگا کہ بحیثیت راعی ونگراں آپ نے اپنے ماتحتوں کے عقیدہ واخلاق کی حفاظت کی یا انہیں ضائع وبرباد کردیا۔

اس حقیقت کو ہرگز نہ بھولیں کہ بچوں میں مجرمانہ مزاج پیدا ہونے اور ارتکاب جرائم کرنے کی بڑی وجہ ان کے والدین کی عدم توجہی ہے۔ بچے بگڑتے نہیں وہ بگاڑے جاتے ہیں، آج زندگی اتنی مصروف ہوگئی ہے کہ والدین کے پاس بچوں کو دینے کے لئے وقت نہیں ہے یا ماں کو بچوں کی تربیت سے مطلب نہیں، سیریل دیکھنے سے چھٹی نہیں اور باپ کو فرصت نہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بچے اپنا وقت گھر سے باہر گزارنے لگتے ہیں اور آوارہ لڑکوں کی صحبت میں وہ دھیرے دھیرے گردوپیش کے قالب میں ڈھلنے لگتے ہیں، ظاہر ہے انسان ماحول اور سوسائٹی سے متاثر ہوجاتا ہے اور اس کے رنگ میں رنگ جاتا ہے، نیک صحبت وسنگت سے انسان نیک بنتا ہے اور بری صحبت سے برا ہوجاتا ہے۔

کچھ بچوں کے والدین ہی پاپی ہیں ماڈرن ہیں، نئی تہذیب، نئی روشنی کے دلدادہ ہیں، جرائم کی دنیا سے وابستہ ہیں۔ اسلام کو فرسودہ نظام سمجھتے ہیں، اب ایسے ماحول میں پروان چڑھنے والا بچہ بھی اسی راستے پر چلنے اور والدین کی فوٹو کاپی بننے کی کوشش کرے گا، اور پورا گھرانہ صبغۃ اللہ کے بجائے الحادو دہریت کے رنگ میں رنگ جائے گا۔ اس لئے بچوں کی صالح تربیت کے لئے یہ ناگزیر ہے کہ والدین ان کے لئے رول ماڈل، آئیڈیل بنیں، وہ خود اخلاقی زوال اور جرائم ومعاصی کی دنیا سے الگ ہوں، وہ گلاب کے پیڑ بنیں وہ اپنی تمام تر توجہات اپنی ذات کو سنوارنے اور بچوں کی تربیت پر مرکوز رکھیں۔

یاد رکھیں! اگر والدین نے اپنی اچھی صحبت سے، اپنے جذبات وخواہشات کو قربان کرکے، نیک راہوں پر چل کر اپنے بچوں کو نیک نہیں بنایا تو دوسرے، باہر کے بگڑے ماحول بری صحبت، مسموم فضائیں ان کو برا بنادیں گی، اور والدین اگر دھتورہ ہوں تو بچے گلاب نہیں بن سکتے، ہمنشیں کے جمال وکمال سے متاثر ہونا انسانی کمزوری ہے۔

کسی کی کامیابی کو نگاہِ کم سے مت دیکھو
بڑی مشکل سے دنیا میں کوئی مشہور ہوتا ہے

# اعتکاف کے فضائل و مسائل

مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی
امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

ماہ رمضان المبارک میں انسان کو جن مخصوص عبادتوں کی انجام دہی کا موقع ملتا ہے ان میں ایک قابل ذکر عبادت اعتکاف ہے۔ اعتکاف میں انسان اپنے آپ کو مسجد میں عبادات کے لئے فارغ کرلیتا ہے اور دنیاوی مشاغل اور جھمیلوں سے آزاد ہوکر رب تعالیٰ کے لئے عبادتوں کی انجام دہی کرتا ہے۔

اعتکاف تربیتِ نفس، خواہشِ نفس پر قابو پانے، دنیوی مشاغل و مصروفیات، ماکولات ومشروبات کی کثرت اور بہت سی جائز خواہشات سے دور رہنے اور قرآن پاک کی تلاوت، ذکر الٰہی اور قیام اللیل کے لئے وقت نکالنے کا عظیم اور سنہرا موقع اور اپنے آپ کو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے وقف ہوجانے کا زریں وقت اور گولڈن چانس ہے۔

دراصل تمام ہی عبادات واحکام انسان کو اور زیادہ تربیت یافتہ، پاکیزہ اور متقی بناتے ہیں۔ روزہ افراد ومعاشرہ کے نفس کی تربیت، قوت ملکیہ کو پروان چڑھانے اور رب کریم سے قریب کرنے میں ایک خاص مقام ومرتبہ رکھتا ہے۔ یہ تزکیہ نفس کا بڑا پیارا و موثر موقع ہوتا ہے، ماحول بے حد پاکیزہ ہوتا ہے۔ حرام ومکروہ باتوں سے انسان بالکل پاک ہوجاتا ہے حتی کہ رمضان کے دنوں میں کھانے پینے اور بہت سی حلال و جائز چیزوں سے بھی مکمل پرہیز کرتا ہے۔ عبادات کی نوع بہ نوع قسمیں بندے کو تقربِ الٰہی کی ترغیب دلاتی ہیں اور اس طرح سارے ملذات و خواہشات پر روک لگ جاتی ہے۔ روزے کے ایام میں تجارت، کھیتی باڑی اور دیگر کاروبارِ حیات سب جائز ہوتے ہیں، رات دن انسان ان سب چیزوں کے لئے فارغ ہوتا ہے۔ رات میں بھی گرچہ اکثر اوقات تلاوت اور تراویح اور سحری وغیرہ میں مشغول ہوتا ہے پھر بھی اپنی جائز خواہشات اور میاں بیوی کے تعلقات خاص کرہم بستری کا مجاز ہوتا ہے۔ اب شب قدر اور آخری عشرے میں ہر چیز سے کنارہ کش ہوکر اور حلال ومباح اعمال سے الگ ہوکر خالص اللہ کے لئے اپنے آپ کو مسجد کے ایک کونے میں بند کرلیتا ہے۔ حلال تجارت کرنا، بیوی سے تعلق نبھانا حتی کہ جنازہ و عیادت جیسی عبادات وحسنات سے بھی اپنے آپ کو روک کر خالص اللہ کی محبت میں اس کی مسجدوں میں اپنے آپ کو محبوس کرلیتا ہے اور اس بات کا گویا عملاً ثبوت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی وخوشنودی اور اس کی قربت کے لئے ہم ہر وقت تیار ہیں۔ اب اس کا نفس دنیا کی ہر چیز سے کٹ کر خالص اللہ تعالیٰ کے لئے عملی طور پر جینے کے لئے تیار اور لائق ہے۔ منمانی زندگی اور تصرف کا ادنیٰ شائبہ نہیں ہے، رب چاہی زندگی ہی مطمح نظر ہے اور دل ودماغ اور جسم وجان سب اس کا خوگر ہوگیا ہے۔ اعتکاف کا فلسفہ و فائدہ رمضان کے تمام فضائل ومسائل اور احکام اور اس کی عظمت کی گویا تکمیل ہے۔ درج ذیل سطور میں ہم اعتکاف کے تعلق سے کچھ معلومات درج کررہے ہیں تاکہ اس اہم عبادت کے تعلق سے ہمیں کچھ جانکاری حاصل ہوسکے اور جب ہمیں اس کی انجام دہی کی توفیق حاصل ہو تو ہم شریعت کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق اسے انجام دے سکیں:

### اعتکاف کی مشروعیت

اعتکاف کی مشروعیت کتاب وسنت اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”وَعَهِدْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ“ (سورۃ البقرۃ/125)

یعنی ہم نے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام سے وعدہ لیا کہ تم میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لئے پاک صاف رکھو۔

نیز اللہ تعالیٰ نے روزے کے احکام کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ“ (سورۃ البقرۃ/۱۸۷)

یعنی اور عورتوں سے اس وقت اعتکاف نہ کرو، جبکہ تم مسجد میں ہو۔

اعتکاف کی مشروعیت کے تعلق سے مختلف احادیث وارد ہیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف فرماتے رہے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی پاک طینت بیویوں نے اعتکاف کیا۔ (صحیح بخاری/۲۰۲۶، صحیح مسلم/۱۱۷۲)

بلکہ حدیث کی کتابوں میں آتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات والے رمضان کے دوعشروں کا اعتکاف کیا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کیا کرتے تھے، البتہ جس سال آپ کی وفات ہوئی، اس سال آپ نے بیس دنوں کا اعتکاف

کیا۔( صحیح بخاری/ ۲۰۴۴، صحیح ابن خزیمہ/ ۲۲۲۱، سنن ابوداود/ ۲۴۶۶ )

ان دونوں سے حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف سنت ہے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا حد درجہ اہتمام کیا کرتے تھے۔

کیا رمضان کے علاوہ کسی دوسرے مہینے میں اعتکاف کی قضاء ہوسکتی ہے؟

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کا ارادہ کیا تو آپ کے ساتھ ہم نے بھی اعتکاف کی اجازت چاہی تو آپ نے اجازت دے دی۔لہذا، میں نے مسجد میں گنبد نما ایک خیمہ نصب کرلیا۔اس کے بعد جب حفصہ رضی اللہ عنہا کو اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے بھی خیمہ نصب کرلیا۔نیز ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کو اس بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے بھی اپنے لئے خیمہ گاڑ دیا۔جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار چار خیموں کو دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا ہیں؟ جب لوگوں نے آپ کو اس بارے میں بتایا تو آپ نے پوچھا کہ ان کو اس پر کس چیز نے آمادہ کیا ہے؟ کیا وہ لوگ اپنے اس عمل سے نیکی کے خواستگار ہیں؟ سنو! ان کو جلد از جلد اکھاڑ ڈالو، ان میں سے کوئی بھی مجھے دکھائی نہیں دینے چاہئے۔ چنانچہ خیمے اکھاڑ دیئے گئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رمضان میں تو اعتکاف نہیں کیا، البتہ شوال کے آخری عشرے میں اس کی قضاء فرمائی۔(صحیح بخاری/ 2040، صحیح مسلم/ 1183)

نیز انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کیا کرتے تھے، لیکن ایک سال کسی سفر کی وجہ سے اعتکاف نہ کرسکے تو آپ نے آئندہ رمضان کے بیس روزوں کا اعتکاف کیا۔اسے امام ترمذی نے اپنی سنن/ ۸۰۳ اور امام ابن خزیمہ نے اپنی صحیح/ ۲۲۲۶ میں روایت کیا ہے۔

**اعتکاف کی فضیلت:** اعتکاف کی فضیلت کے سلسلے میں مختلف احادیث وارد ہیں، لیکن وہ سبھی حدیثیں یا تو ضعیف ہیں یا پھر موضوع۔امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا: کیا آپ کو اعتکاف کی فضیلت کے بارے میں آپ کو کسی حدیث کا علم ہے؟ امام احمد کہنے لگے کہ نہیں، لیکن اس سلسلے میں کچھ ضعیف روایتیں معلوم ہیں۔(مسائل امام ابوداود، ص/ ۹۶)

اعتکاف کی فضیلت کے بارے میں وارد ضعیف حدیثوں میں سے کچھ حدیثوں کو ذکر کیا جارہا ہے تاکہ ہمیں یہ معلوم ہوسکے کہ یہ روایتیں ضعیف ہیں اور اگر کوئی اعتکاف کی فضیلتوں کو بیان کرتے وقت ان حدیثوں کو ذکر کرے تو ہم اس کو یہ بتائیں کہ یہ حدیثیں ثابت نہیں ہیں:

۱-عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اعتکاف کرنے والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"هُوَ يَعْكِفُ الذُّنُوبَ ، وَيُجْرَى لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا"

یعنی ایسا انسان گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے حق میں ہر طرح کی نیکیوں کو انجام دینے والا جیسا ثواب لکھ دیا جاتا ہے"۔(سنن ابن ماجہ/ 1781، شیخ البانی نے اسے ضعیف ابن ماجہ میں ضعیف قرار دیا ہے۔

۲-عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من اعتكف إيمانا و احتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه"

یعنی جس نے ایمان کے ساتھ اجر و ثواب کی نیت سے اعتکاف کیا، اس کے سارے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں"۔(اسے شیخ البانی نے "ضعیف الجامع الصغیر/ ۵۴۴۲" میں ضعیف قرار دیا ہے۔)

۳-حسین بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من اعتكف عشرا في رمضان كان كحجتين وعمرتين"

یعنی جس کسی نے رمضان کے دس دنوں کا اعتکاف کیا، اسے دو حج یا دو عمروں کا ثواب حاصل ہوگا"۔اسے امام بیہقی نے روایت کیا ہے اور ضعیف قرار دیا ہے اور شیخ البانی نے "سلسلة الأحاديث الضعيفة/ ۵۱۸" میں اسے موضوع کہا ہے۔

۴-عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من اعتكف يوما ابتغاء وجه الله جعل الله بينه وبين النار ثلاث خنادق أبعد مما بين الخافقين"

یعنی جو ایک دن بھی اعتکاف میں اللہ کی خوشنودی کے لئے بیٹھے گا تو اللہ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندق جیسی دوری بنادے گا جو مشرق و مغرب کی مسافت سے بھی زیادہ دور ہوں گے۔(شیخ البانی نے سلسلہ ضعیفہ/ 5345 میں اسے ضعیف قرار دیا ہے۔)

ویسے اگر ہم کتاب وسنت کے اصول ومبادی کو دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اعتکاف کی فضیلت کئی سارے اصول ومبادی کے تحت ثابت ہے۔ چنانچہ یہ امر مسلم ہے کہ کئی ساری حدیثوں میں نوافل اور دیگر عبادتوں کے ذریعہ رب تعالیٰ کی قربت حاصل کرنے کی ترغیب ثابت ہے اور یہ احادیث اپنے عموم کے اعتبار سے تمام عبادتوں کو شامل ہیں، جن میں اعتکاف بھی ہے۔ان میں سے ہم صرف ایک حدیثِ قدسی کے تذکرے پر اکتفاء کریں گے، جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ

کے رسول ﷺ نے اللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ اس نے فرمایا:

"وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ"

یعنی جب میرا کوئی بندہ میری پسندیدہ اور میرے فرض کی ہوئی چیزوں کے ذریعہ سے میری قربت حاصل کرتا ہے اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے میری قربت حاصل کرنے لگتا ہے تو میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں کسی سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا ٹانگ بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کو نوازتا ہوں اور وہ میری پناہ میں آنا چاہتا ہے تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں"۔ (صحیح بخاری ر 6502)

نیز اس عبادت کی فضیلت ان حدیثوں سے بھی ثابت ہوتی ہے، جن میں مسجد میں قیام کرنے اور عبادت کی غرض سے مسجدوں میں بیٹھنے کی فضیلت وارد ہے، ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"المسجدُ بيتُ كلِّ تقيٍّ، وتكفَّلَ اللهُ لِمَن كان المسجدُ بيتَهُ بالرَّوحِ والرَّحمةِ، والجوازِ على الصِّراطِ إلى رِضوانِ اللهِ، إلى الجنَّةِ"

یعنی مسجد ہر متقی اور پرہیز گار کا گھر ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر اس شخص کے لئے جس کا گھر مسجد ہے، خوشی، رحمت اور پلِ صراط سے گزر کر اپنی رضامندی یعنی جنت کی گارنٹی دی ہے"۔ (مسند شہاب للقضاعی ر 72، شعب الایمان للبیہقی ر 10657، الفردوس للدیلمی ر 6655، شیخ البانی نے صحیح الترغیب والترہیب ر 330 میں اسے حسن لغیرہ قرار دیا ہے۔)

یہ بشارت اور خوشخبری اعتکاف کرنے والے کے حق میں بھی ثابت ہوگی، کیونکہ یہ انسان بھی رمضان جیسے بابرکت مہینے میں اپنا تمام کاروبار اور دیگر مشاغل کو ترک کرکے اللہ کی خوشنودی کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کے گھر یعنی مسجد کو اپنا مسکن بناتا ہے، چنانچہ یہ شخص بھی اللہ تعالیٰ نے رضامندی اور جنت کی ضمانت حاصل کرنے والوں میں سے ہوگا۔

ایک دوسری حدیث میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ما توطنَ رجلٌ مسلمٌ المساجدَ للصلاةِ والذكرِ، إلا تبشبشَ اللهُ لهُ كما يتبشبشُ أهلُ الغائبِ بغائبِهم إذا قدمَ عليهم"

یعنی جو شخص نماز اور ذکر کرنے کی نیت سے مسجد میں قیام پذیر ہوتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ حد درجہ خوش ہوتا ہے، جس طرح سے گمشدہ شخص کے گھر آنے پر اس کے گھر کے افراد خوش ہوتے ہیں"۔ (سنن ابن ماجہ ر 800، مسند احمد ر 8350، شیخ البانی نے صحیح ابن ماجہ ر 659 میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

**اعتکاف کے آداب:** اگر کوئی انسان اعتکاف کرنا چاہتا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اعتکاف کے آداب وضوابط کی پاسداری کرے، تاکہ اس کا اعتکاف درست ہو سکے اور اس سلسلے میں وارد جملہ فضیلتوں کا مستحق بن سکے۔ اعتکاف کے تعلق سے کتاب وسنت کے شہ پاروں سے بعض آداب وسنن کو بیان کیا جارہا ہے، تاکہ ہم اگر اعتکاف کرنا چاہیں تو ان کو ملحوظ رکھیں اور اپنا اعتکاف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے موافق بنائیں۔

۱- دیگر عبادتوں کی طرح اعتکاف کے لئے بھی نیت ضروری ہے۔

لیکن یہ بات یاد رہے کہ نیت دل کی کیفیت اور قلبی ارادے کا نام ہے۔ ہمارے معاشرے میں اعتکاف کے تعلق سے "نويت سنة الاعتكاف لله تعالى" جیسے جو الفاظ رائج ہیں، ان کی زبان سے ادائیگی شریعت سے ثابت نہیں ہے، بلکہ ایسا کرنا بدعت ہے۔ لہٰذا، اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

۲- اعتکاف کے لئے مسجد کا ہونا شرط ہے:

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

"وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ" (سورة البقرة ر ۱۸۷)

یعنی جب تم مسجد میں اعتکاف کئے ہوئے ہو تو عورتوں سے مباشرت نہ کیا کرو۔

اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف کے لئے مسجد ضروری ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر مسجد کے علاوہ دوسری جگہ میں اعتکاف درست ہوتا تو آیت کریمہ میں اعتکاف کی تخصیص مسجد کے ساتھ نہ کی گئی ہوتی، کیونکہ بیوی سے صحبت اعتکاف کے یکسر منافی عمل ہے۔ (فتح الباری)

نیز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا کہ آپ مسجد میں ہی اعتکاف کیا کرتے تھے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حیض کے دنوں میں رسول اکرم ﷺ کی مانگ نکالا کرتی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اعتکاف کئے ہوتے تھے۔ (صحیح بخاری ر 2028)

نافع مولی ابن عمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے مسجد نبوی میں وہ جگہ دکھائی جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم مع النووی ۸/ ۳۱۵، ابوداود مع مختصر المنذری ۳/ ۳۴۱)

راجح قول کے مطابق ہر مسجد میں اعتکاف کر سکتے ہیں:

راجح قول کے مطابق اعتکاف کسی مسجد میں بھی ہوسکتا ہے۔ البتہ بعض علمائے کرام نے اعتکاف کے لئے جامع مسجد ہونے کی جو شرط لگائی ہے وہ صحیح حدیثوں سے ثابت نہیں ہے، البتہ ایک انسان کو چاہئے کہ وہ اعتکاف کرنے کے لئے ایسی مسجد کو ترجیح دے جس میں جمعہ کی نماز ادا کی جاتی ہو تاکہ اس کو مسجد سے زیادہ نکلنے کی ضرورت نہ پڑے اور وہ شخص یکسو ہوکر مسجد میں عبادات وغیرہ کی انجام دہی کر سکے، لیکن اگر کوئی شخص ایسی مسجد میں اعتکاف کئے ہوئے ہو، جس میں جمعہ کی نماز ادا نہیں کی جاتی ہے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اس مسجد میں جائے جہاں جمعہ ادا کی جاتی ہو۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

لا اعتِكَافَ إلا فِي مَسْجِدٍ تُقَامُ فِيهِ الصَّلاةُ

یعنی اعتکاف اس مسجد میں ہی کر سکتے ہیں جس میں نماز ادا کی جاتی ہو۔ (الموسوعۃ الکویتیۃ ۵/ ۲۱۲)

امام ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ولا يصح –يعني الاعتكاف- إلا في مسجد يُجمَع فيه

یعنی اعتکاف صرف اس مسجد میں درست ہوگا جس میں جمعہ کی نماز ادا کی جاتی ہوگی۔ (الشرح الممتع ۶/ ۲۱۲)

**عورت بھی مسجد ھی میں اعتکاف کے لئے بیٹھے گی:** ہمارے معاشرے میں جو یہ بات رائج ہے کہ عورتیں اپنے گھروں ہی میں اعتکاف کیا کریں گی، یہ درست نہیں ہے۔ عورتوں کے اعتکاف کے تعلق سے درست یہ ہے کہ وہ بھی مردوں کی طرح مسجدوں ہی میں اعتکاف کریں گی جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے ہمراہ امہات المومنین نے مسجد نبوی میں اعتکاف کیا جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو مسجد میں اعتکاف کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی اور ان کو دیکھ کر حفصہ، زینب رضی اللہ عنہن نے بھی مسجد میں اپنے اپنے خیمے نصب کر لئے، جس کی وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیموں کو اکھاڑنے کا حکم دیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی عورت اعتکاف کرنا چاہے تو وہ مسجد ہی میں اعتکاف کرے گی، اس وجہ سے کہ عورت کے لئے بھی یہی محلِ اعتکاف ہے۔ اگر عورت کے لئے مسجد محلِ اعتکاف نہ ہوتی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کو مسجد میں خیمہ نصب کرنے کی اجازت ہرگز نہ دیتے۔

ازواج مطہرات کا یہ عمل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت ہی میں نہ تھا بلکہ صحیح بخاری وصحیح مسلم کی روایتوں میں یہ اضافہ موجود ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ازواج مطہرات اعتکاف کیا کرتی تھیں۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"المرأة إذا أرادت الاعتكاف فإنما تعتكف في المسجد إذا لم يكن في ذلك محذور شرعي، وإن كان في ذلك محذور شرعي فلا تعتكف"

یعنی جب کوئی عورت اعتکاف کرنا چاہے تو وہ مسجد میں اعتکاف کرے گی بشرطیکہ اس میں کوئی شرعی قباحت موجود نہ ہو، اور اگر اس میں کوئی شرعی قباحت ہو تو پھر عورت اعتکاف نہیں کرے گی۔ (مجموع الفتاویٰ لابن العثیمین ۲۰/ ۲۶۴)

موسوعہ فقہیہ (۵/ ۲۱۲) میں وارد ہے:

"اخْتَلَفُوا فِي مَكَانِ اعْتِكَافِ الْمَرْأَةِ: فَذَهَبَ الْجُمْهُورُ إِلَى أَنَّهَا كَالرَّجُلِ لا يَصِحُّ اعْتِكَافُهَا إلا فِي الْمَسْجِدِ, وَعَلَى هَذَا فَلا يَصِحُّ اعْتِكَافُهَا فِي مَسْجِدِ بَيْتِهَا, لِمَا وَرَدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ- رضي الله عنهما - أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ امْرَأَةٍ جَعَلَتْ عَلَيْهَا (أَيْ نَذَرَتْ) أَنْ تَعْتَكِفَ فِي مَسْجِدِ بَيْتِهَا, فَقَالَ: "بِدْعَةٌ, وَأَبْغَضُ الأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ الْبِدَعُ. فَلا اعْتِكَافَ إلا فِي مَسْجِدٍ تُقَامُ فِيهِ الصَّلاةُ. وَلأَنَّ مَسْجِدَ الْبَيْتِ لَيْسَ بِمَسْجِدٍ حَقِيقَةً وَلا حُكْمًا, فَيَجُوزُ تَبْدِيلُهُ, وَنَوْمُ الْجُنُبِ فِيهِ, وَكَذَلِكَ لَوْ جَازَ لَفَعَلَتْهُ أُمَّهَاتُ الْمُؤْمِنِينَ - رضي الله عنهن - وَلَوْ مَرَّةً تَبْيِينًا لِلْجَوَازِ"

یعنی عورت کے اعتکاف کی جگہ میں اختلاف ہے۔ جمہور علماء کرام اسے مرد کی طرح قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ مسجد کے علاوہ کہیں بھی عورت کا اعتکاف صحیح نہیں ہے تو اس بنا پر عورت کا اپنے گھر میں اعتکاف کرنا صحیح نہیں، اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث میں ہے:

ابن عباس رضي اللہ تعالی عنہما سے جب عورت کا اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کے بارے میں سوال کیا گیا تو وہ کہنے لگے: گھر میں عورت کا اعتکاف کرنا بدعت ہے، اور اللہ تعالی کے ہاں مبغوض ترین اعمال بدعات ہیں، اس لیے نماز با جماعت والی مسجد کے علاوہ کہیں بھی اعتکاف صحیح نہیں، اس لیے کہ گھر میں نماز والی جگہ نہ تو حقیقتاً مسجد ہے اور نہ ہی حکماً اس کا بدلنا اور اس میں جنبی شخص کا سونا بھی جائز ہے، اور اگر یہ جائز

ہوتا تو سب سے پہلے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن اس پر عمل پیرا ہوتیں، اس کے جواز کے لیے اگر چہ وہ ایک بار ہی عمل کرتیں۔

(مزید معلومات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: عورت اعتکاف کہاں کرے؟ مسجد یا گھر؟، تالیف: ارشادالحق اثری)

۳-رمضان میں اعتکاف کے لئے روزہ ضروری ہے اور غیر رمضان میں اعتکاف کی حالت میں روزہ رکھنا اولیٰ اور بہتر ہے، ضروری نہیں ہے

اس بارے میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ روزے کے بغیر اعتکاف درست نہیں ہے۔ (سنن ابوداود ر ۲۴۷۳، مصنف عبدالرزاق ر ۸۰۳۷)

اسی سے استدلال کرتے ہوئے جمہور اہل علم نے کہا ہے کہ روزہ کے بغیر اعتکاف درست نہیں ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں: زاد المعاد لابن القیم الجوزیۃ ۲ر ۸۷)

جبکہ بعض علماء کرام نے کہا ہے کہ اعتکاف کے لئے روزہ ضروری نہیں ہے۔ چنانچہ علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

"المعتكف ليس عليه صوم الا أن يشترط ذلك على نفسه"

یعنی معتکف کے لئے روزہ ضروری نہیں ہے، الا یہ کہ وہ اسے اپنے نفس پر لازم قرار دے لے۔ (المحلی لابن حزم الظاہری ۵ر ۱۸۱، معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ۳ر ۴۶۱-۴۶۲)

یہی موقف عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی ہے۔ چنانچہ طاؤس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما معتکف کے لئے روزہ کو ضروری نہیں جانتے تھے، مگر یہ وہ شخص اس کو اپنے نفس پر لازم کر لے۔ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔ (المحلی لابن حزم الظاہری ۵ر ۱۸۱، معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ۳ر ۴۶۱، السنن الکبریٰ ۴ر ۳۱۹، السنن الصغریٰ للبیہقی ۲ر ۱۲۸)

نیز یہی رائے عمر بن عبدالعزیز، ابراہیم نخعی اور حسن بصری وغیرہم رحمہم اللہ کا ہے۔ (ملاحظہ فرمائیں: معالم السنن للخطابی ۳ر ۳۳۸-۳۳۹)

اس سلسلے میں راجح قول یہ ہے کہ اگر کوئی شخص رمضان کے مہینے میں اعتکاف کرتا ہے تو وہ لازماً روزہ رکھے گا۔ البتہ اگر کوئی شخص غیر رمضان میں اعتکاف کرتا ہے تو اس کے لئے روزہ ضروری نہیں ہے، لیکن اگر روزہ رکھ لیتا ہے تو اس کے حق میں بہتر ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ روزے کے بغیر اعتکاف درست نہیں ہے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے اس بات کا اثبات ہوتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے ایک رات کا اعتکاف کیا اور ظاہر ہے کہ جب انہوں نے رات میں اعتکاف کیا تو وہ روزے سے نہیں ہوں گے، اس وجہ سے کہ رات میں روزہ نہیں ہوتا۔ اگر اعتکاف کے لئے روزہ ضروری ہوتا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اعتکاف کے ساتھ ساتھ روزہ رکھنے کا بھی حکم دیتے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص روزے کی استطاعت نہیں رکھتا ہے، وہ اعتکاف میں بیٹھنا چاہے تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔ اسی طرح سے اگر کوئی شخص کسی وجہ سے رمضان میں اعتکاف نہ کر سکا تو وہ غیر رمضان میں اس عمل کو انجام دے سکتا ہے، جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال کے مہینے میں انجام دیا ہے (صحیح بخاری ر ۲۰۳۳، صحیح مسلم ر ۲۷۶۴) اور ایسی صورت میں اس پر روزے ضروری نہیں ہوں گے۔

۴-ہر فرد کو چاہئے کہ وہ اعتکاف کے لئے مسجد میں الگ الگ خیمے نصب کرے

اس کی دلیل وہ حدیث ہے، جس میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو اعتکاف کی اجازت چاہنے پر خیمہ نصب کرنے کی اجازت دے دی۔ جسے دیکھ کر حفصہ اور زینب رضی اللہ عنہما نے بھی اپنے اپنے لئے خیمہ نصب کر لئے۔۔۔ (صحیح بخاری ۴ر ۳۳۲-۳۳۳)

امام ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: "آج کل جہلاء اپنی اعتکاف کی جگہ کو دس آدمیوں کے برابر کشادہ کر لیتے ہیں اور اعتکاف کو ملاقاتیوں اور زائرین کی مجلس بنا دیتے ہیں، پھر لوگوں کے ساتھ دنیا بھر کی باتیں کیا کرتے ہیں۔ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف کا طریقہ نہیں تھا، بلکہ آپ کا طریقہ اس سے یکسر مختلف تھا"۔ (زاد المعاد ۱ر ۴۷۳)

۵-معتکف کا جائے اعتکاف میں داخل ہونے اور اس سے نکلنے کا وقت

اگر کوئی شخص اعتکاف کرنا چاہتا ہو تو وہ جس دن اعتکاف کرنا چاہتا ہو، اسے چاہئے کہ وہ اس دن کی رات آنے سے پہلے مسجد میں داخل ہو جائے مثلاً اگر رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرنا چاہتا ہو تو بیسویں رمضان کا سورج غروب ہونے سے پہلے مسجد میں داخل ہو جائے، البتہ اپنی جائے اعتکاف میں اکیسویں کی صبح کو داخل ہو، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول رہا ہے۔ چنانچہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو صلوٰۃ فجر پڑھ کر جائے اعتکاف میں داخل ہوتے۔ (صحیح بخاری ر ۲۰۳۳، سنن ابوداود ر ۲۴۷۳)

(تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: (فقہ الاعتکاف للشیخ ناصر بن سلیمان العمر ص ۴-۵)

جہاں تک جائے اعتکاف سے نکلنے کی بات ہے تو اس سلسلے میں راجح ترین بات یہ ہے کہ اعتکاف سے نکلنے کے دو اوقات ہیں:

ایک استحبابی ہے اور دوسرا جوازی ہے۔

جہاں تک جائز ہونے کی بات ہے تو بندۂ مومن رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کئے ہوئے ہوتو وہ شوال کا چاند دکھائی دیتے ہی اپنا اعتکاف ختم کر کے مسجد سے نکل سکتا ہے،اس وجہ سے کہ شوال کا چاند نکلتے ہی رمضان کا مہینہ ختم ہو جاتا ہے۔

اور اس سلسلے میں وقتِ استحباب یہ ہے کہ انسان عید کی صبح کو اپنی جائے اعتکاف سے باہر آئے اور جائے اعتکاف سے نکل کر سیدھے عیدگاہ تشریف لے جائے۔بعض صحابہ کرام اور تابعین کا معمول یہی رہا ہے۔امام مالک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے بعض اہلِ علم کو دیکھا ہے کہ جب وہ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے تھے تو وہ عید کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد اپنے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔(موطا امام مالک ا/۳۱۵)

۶-معتکف، بحالتِ اعتکاف بعض مباح کاموں کو انجام دے سکتا ہے:

☆ بالوں میں تیل کنگھی کرنا جائز ہے، بلکہ اس کے لئے اپنا سر مسجد سے باہر نکال سکتا ہے۔عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بحالتِ اعتکاف مسجد سے اپنا سر نکالا کرتے تھے اور میں آپ کے سرِ مبارک میں کنگھی کیا کرتی تھی، حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوا کرتی تھی۔بعض روایتوں میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں اپنا سر دھوتی تھی۔(صحیح بخاری/۲۰۲۸، صحیح مسلم/۲۷۹)

☆انسان اپنے اہل خانہ سے بات کرسکتا ہے اور بعض گھریلو مسائل میں ان سے تبادلۂ خیال بھی کرسکتا ہے۔ایک بار کا واقعہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے۔آپ کی زوجہ ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ رمضان کے آخری عشرے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مسجد میں ان کے اعتکاف والی جگہ میں آئیں۔پھر جب واپس جانے کے لئے اٹھیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو واپس پہنچانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔(صحیح بخاری/۲۰۳۵،صحیح مسلم/۲۱۷۵)

☆ بوقت ضرورت معتکف کسی سے بات بھی کرسکتا ہے۔صحیح بخاری میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو انصاری صحابی سے بات کی تھی اور انہیں بتایا تھا کہ آپ اپنی اہلیہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے محوِ گفتگو تھے۔صحابہ کرام کو حیرت واستعجاب بھی ہوا کہ رسول ﷺ ہمیں صفائی پیش کر رہے ہیں جبکہ ہمارے دلوں میں آپ کے تعلق سے کوئی ایسا خیال پیدا بھی نہیں ہوسکتا تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ شیطان انسان کی رگوں میں خون کی رفتار سے دوڑتا ہے یعنی اس کے دل میں وسوسے دلاتا ہے۔(صحیح بخاری/3101)

۷-معتکف کو چاہئے کہ وہ بحالت اعتکاف محظورات اور ممنوعات سے اجتناب کرے:

☆ اعتکاف کی حالت میں اپنی بیوی سے صحبت کرنا ممنوع ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

"وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ" (سورة البقرة /۱۸۷)

اور عورتوں سے صحبت وہم بستری نہ کرو جب تم مساجد میں اعتکاف کر رہے ہو۔

اگر کوئی شخص بحالت اعتکاف اپنی بیوی سے جماع کر لیتا ہے تو ایسی صورت میں اس کا اعتکاف باطل ہوجائے گا اور اس کے اعتکاف کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔جیسا کہ امام ابن المنذر، امام ابن حزم اور ابن ہبیرہ رحمہم اللہ نے اس سلسلے میں اجماع نقل کیا ہے۔(فقہ الاعتکاف، للشیخ ناصر بن سلیمان العمر، ص/۹)

☆ معتکف کو چاہئے کہ وہ بلاضرورت مسجد سے نکلنے سے گریز کرے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں مسجد میں ہی رہا کرتے تھے اور بلاضرورت وہاں سے نکلنے سے گریز کیا کرتے تھے۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں ہوتے تو ضرورت کے بغیر گھر میں تشریف نہیں لایا کرتے تھے۔(صحیح بخاری/2029)

صحیح مسلم (297) میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انسانی حاجت کے بغیر نہیں آتے تھے۔

امام زہری رحمہ اللہ نے اس کی توضیح یہ کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب اور پاخانے کے لئے ہی مسجد سے باہر نکلا کرتے تھے۔امام ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اہل علم کا اتفاق ہے کہ اعتکاف کرنے والا اگر بلاضرورت مسجد سے نکلے تو اس کا اعتکاف باطل ہے۔(مراتب الاجماع لابن حزم، ص/۴۱)

لیکن اگر انسانی شرعی یا طبعی ضرورتوں کی بناء پر مسجد سے نکلتا ہے تو اس سے اعتکاف باطل نہیں ہوگا۔یہ رہے اعتکاف کے احکام ومسائل، ایک مسلمان کو چاہئے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی میں اس اہم عبادت کی انجام دہی کرے، خصوصا اس زمانے میں جبکہ لوگوں نے مادیت پرستی، دنیا میں انہماک اور آخرت بیزاری کی وجہ سے شریعت سے کافی دور جا چکے ہیں، اس طرح کی عبادت کو خود انجام دے اور دیگر مسلمانوں کو اس سے مطلع کرے۔یہی نہیں، بلکہ ایک مسلمان پر یہ بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کو اس بارے میں وارد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب وسنن سے آگاہ کرے، اور خود بھی جب اعتکاف کرے تو ان کی پاسداری کرے، تاکہ وہ حقیقی معنوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیروکار رہو اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ کرنے والا تصور کیا جائے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق ارزانی فرمائے۔

# جمع کے صیغے سے قنوتِ وتر کا حکم

ڈاکٹر عبدالحلیم بسم اللہ، جامعہ سلفیہ، بنارس

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين، وعلى آله وصحبه أجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، أما بعد:

ماہ رمضان سال کے تمام مہینوں میں سب سے بابرکت اور سب سے افضل مہینہ ہے، لہذا دوسرے ماہ کے بالمقابل اس ماہ میں مسلمانان عالم صوم وصلاۃ کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں، بکثرت صدقات وخیرات کرتے ہیں، ذکر واذکار اور تلاوت قرآن میں زیادہ سے زیادہ مشغول رہتے ہیں، سنن اور نوافل کا خصوصی التزام کرتے ہیں، پورے ماہ صلاۃ عشاء کے بعد تراویح کی نماز باجماعت ادا کرتے ہیں اور ساتھ میں سب لوگ وتر کی نماز ادا کرتے ہیں۔

وتر کی دعا ائمہ حضرات کس طرح سے کریں، جمع کے صیغے (اللَّهُمَّ اهْدِنَا فِيمَنْ هَدَيْتَ...) کے ساتھ، یا پھر مفرد کے صیغے (اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ...) کے ساتھ؟

اس بارے میں بعض لوگ جمع کے صیغے کو ناجائز حتی کہ اس پر بدعت تک کا حکم لگا دیتے ہیں، جو کہ عدم تحقیق اور جلد بازی کا نتیجہ ہے۔ زیر نظر مضمون میں اسی کا جائزہ لیا گیا ہے، اور علم حدیث کے اصول وضوابط کی روشنی میں حدیثوں کی مختصر تخریج کی گئی ہے۔

کتب حدیث میں قنوتِ وتر کے لیے جو دعا مذکور ہے، اور جس کی تعلیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسے حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کو دی ہے، اس بارے میں حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے دونوں قسم کے صیغے وارد ہیں:

پہلا: "اللَّهُمَّ اهْدِنَا فِيمَنْ هَدَيْتَ..." جمع کا صیغہ

دوسرا: "اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ..." مفرد کا صیغہ

مفرد کے صیغے کی دعا اکثر کتبِ حدیث میں مذکور ہے، جبکہ بعض کتبِ حدیث میں حسن بن علی رضی اللہ عنہما ہی سے یہ دعا "جمع" کے ساتھ بھی وارد ہے۔ اور دونوں صیغے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ جن کی مختصر تخریج مندرجہ ذیل ہے۔

جمع کے صیغے کے ساتھ وارد دعائے قنوت کی تخریج:

عن الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ دُعَاءَ الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ: »اللَّهُمَّ اهْدِنَا فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنَا فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنَا فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لَنَا فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ، إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ«

اس حدیث کو امام طبرانی نے "المعجم الكبير" (حدیث نمبر 2700) میں روایت کی ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں:

حدثنا علي بن سعيد بن بشير الرازي، ثنا الحسن بن داود المنكدري (ح) وحدثنا الحسن بن علي بن شهريار البغدادي، ثنا إسماعيل بن عبد الله بن زرارة الرقي، قالا (يعني الحسن بن داود المنكدري وإسماعيل بن عبد الله بن زرارة الرقي): ثنا محمد بن إسماعيل بن أبي فُديك، حدثني إسماعيل بن إبراهيم بن عقبة، عن عمّه موسى بن عقبة، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة قالت: أخبرني الحسن بن علي قال: علّمني رسولُ الله دعاء القنوت في الوتر »اللَّهُمَّ اهْدِنَا فِيمَنْ هَدَيْتَ... الحديث.

اسی طرح اس حدیث کو امام طبرانی ہی نے اپنی دوسری کتاب "الدعاء" (حدیث نمبر 735) میں مذکورہ بالا سند ومتن کے ساتھ کی ہے۔

**سند کے راویوں کی حالت:**

علي بن سعيد بن بشير الرازي. ثقة. لكنْ تُكُلِّمَ فيه من أجل دخوله على السلطان. الإرشاد للخليلي (1/437) ولسان الميزان (5/542 رقم 5400)، والثقات لقاسم بن قطلوبغا (7/210 رقم 8013).

الحسن بن داود المنكدري. قال عنه الحافظ ابن حجر: لا بأس به. تقريب التهذيب (1239).

الحسن بن علي بن شهريار البغدادي. قال عنه الدارقطني: ضعيف. تاريخ بغداد (8/366 رقم 3849).

- إسماعيل بن عبد الله بن زرارة الرقي. قال عنه الدارقطني: ثقة. تاريخ بغداد (7/240 رقم 3245).

- محمد بن إسماعيل بن أبي فُديك. قال عنه الحافظ ابن حجر: صدوق. تقريب التهذيب (5736).

- إسماعيل بن إبراهيم بن عقبة. قال عنه الحافظ ابن حجر: ثقة تكلم فيه بلا حجة. تقريب التهذيب (414).

- موسى بن عقبة بن أبي عياش. قال عنه الحافظ ابن حجر: ثقة فقيه إمام في المغازي. تقريب التهذيب (6992).

- هشام بن عروة بن الزبير بن العوام الأسدي قال عنه الحافظ ابن حجر: ثقة فقيه ربما دلس. تقريب التهذيب (7302).

- عروة بن الزبير بن العوام بن خويلد الأسدي أبو عبد الله المدني قال عنه الحافظ ابن حجر: ثقة فقيه. التهذيب (4561).

**مذکورہ بالا سند کا حکم**

پہلی سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث حسن ہے، کیونکہ اس کی سند میں محمد بن اسماعیل ابن ابی فدیک "صدوق" اور حسن بن داود المنکدری "لا بأس به" ہیں، بقیہ تمام رواۃ ثقہ ہیں۔ اور دوسری سند میں حسن بن علی بن شہر یار کا "ضعف" موثر نہیں، کیونکہ ان کی متابعت پہلی سند میں علی بن سعید بن بشیر رازی نے کی ہے جو کہ "ثقہ" ہیں۔

اسی لیے کتاب" الدعاء" کے محقق دکتور محمد سعید بن محمد حسن البخاری بھی اس روایت کی تخریج میں لکھتے ہیں: "إسناده حسين، وشيخ الطبراني الحسن بن علي فيه ضعف لكنه توبع". (الدعاء: رقم 735)

(اس کی سند حسن ہے اور امام طبرانی کے استاذ حسن بن علی کے اندر ضعف ہے لیکن ان کی متابعت کی گئی ہے)

**فرد کے صیغے کے ساتھ وارد دعائے قنوت کی تخریج:**

عن أبي الحوراء السعدي قال: قلتُ للحسن بن علي: ما تذكُرُ من النبي؟ قال: يعلّمنا هذا الدعاء: »اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ«

اس حدیث کی تخریج مندرجہ ذیل ائمہ نے اپنی کتابوں میں کی ہے:

☆ أبوداود الطيالسي في مسنده (1275)-

☆ والإمام أحمد في مسنده (1727) عن محمد بن جعفر-

☆ والدارمي في سننه (1632) عن عثمان بن عمر-

☆ وعبد الله بن الإمام أحمد في مسند أبيه (1723) من طريق يحيى بن سعيد (هو القطان)-

☆ وأبو يعلى في مسنده (6762) من طريق عبد الملك بن عمرو-

☆ والطبراني في المعجم الكبير (2707) وفي الدعاء (744) من طريق عمرو بن مرزوق-

☆ واللالكائي في شرح اعتقاد أصول أهل السنة (1175) من طريق عبدالله بن إدريس-

سبعتُهم (الطيالسي، ومحمد بن جعفر، وعثمان بن عمر، ويحيى القطان، وعبد الملك بن عمرو، وعمرو بن مرزوق، وعبدالله بن إدريس) عن شعبة بن الحجاجقال: أخبرني بُريد بن أبي مريم، قال: سمعتُ أبا الحوراء السعدي قال: قلتُ للحسن بن علي: ما تذكُرُ من النبي صلى الله عليه وسلم؟ قال: يعلّمنا هذا الدعاء اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ...فذكره.

والسياق لأبي داود الطيالسي، وبعضهم ذكره بسياق أطول.

☆ وأخرجه أبوداود (1425)، والترمذي (464)، والنسائي (1745) كلهم من طريق أبي إسحاق، عن بُريد بن أبي مريم، عن أبي الحوراء، قال: قال الحسن بن علي رضي عنهما: علّمني رسول صلى عليه وسلم كلمات أقولهن في الوتر فذكر الحديث.

**سند کے راویوں کی حالت:**

- شعبة بن الحجاج بن الورد العتكي قال عنه الحافظ ابن حجر: ثقة حافظ متقن. تقريب التهذيب (2790)

- أبو إسحاق هو: عمرو بن عبد الله الهمداني السبيعي قال عنه الحافظ ابن حجر: ثقة مكثر عابد اختلط بأخرة. تقريب التهذيب (5065).

- بُريد بن أبي مريم مالك ابن ربيعة السلولي، قال عنه الحافظ ابن حجر: ثقة. تقريب التهذيب (659)

- أبو الحوراء السعدي هو: ربيعة بن شيبان، قال عنه الحافظ ابن حجر: ثقة. تقريب التهذيب (1907).

☆ **مذکورہ بالا سند کا حکم**

اس کی سند صحیح ہے، اس کے تمام رواۃ ثقہ ہیں اور اس میں صحت کی تمام شرطیں موجود ہیں، مندرجہ ذیل علماء بھی نے اس کی تصحیح کی ہے:

1. علامہ ابن الملقن رحمہ اللہ [البدر المنیر (3/630)]
2. علامہ البانی رحمہ اللہ [إرواء الغليل (2/172 رقم 429)]
3. شعیب ارنؤوط [مسند أحمد (1727، 1723)]
4. حسین سلیم اسد [سنن الدارمي (1632)]

لیکن امام شعبہ کے شاگردوں میں سے مؤمل بن اسماعیل نے اپنے استاذ شعبہ سے اس حدیث کی روایت کرنے میں اپنے دیگر سات ساتھیوں کی مخالفت کی ہے چنانچہ انہوں نے صیغہ افراد (اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ...) کے بدلے صیغہ جمع: (اللَّهُمَّ اهْدِنا فِيمَنْ هَدَيْتَ...) کے ساتھ روایت کی ہے۔

ان کی حدیث کی تخریج مندرجہ ذیل ائمہ نے کی ہے:

☆ أبو يعلى في مسنده (6759) عن محمد بن الخطاب-

☆ وابن حبان في صحيحه (722) عن محمد بن أحمد بن أبي عون قال: حدثنا أحمد بن الحسن الترمذي-

كلاهما (محمد بن الخطاب، وأحمد بن الحسن الترمذي) عن مؤمل بن إسماعيل، قال: حدثنا شعبة، قال: حدثنا بُريد بن أبي مريم، عن أبي الحوراء السعدي قال: قلتُ للحسن بن علي حدثني بشيء حفظتَه من رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يحدّثك به أحدٌ قال: قال: سمعتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: فذكر الحديث.

- مؤمّل بن إسماعيل قال عنه الحافظ ابن حجر: صدوق سيء الحفظ. تقريب التهذيب(7029).

علامہ البانی رحمہ اللہ نے مؤمل بن اسماعیل کے اس روایت میں منفرد ہونے اور ساتھ لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے اس حدیث پر نکارت کا حکم لگایا ہے کیونکہ وہ صدوق سیئ الحفظ ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں: الأصل في هذه الرواية الأولى: "اهدنا" وسائر الأفعال بصيغة الجمع، والمحفوظ فيها كلها بصيغة الافراد كما في الرواية الأُخرى، وهي من حديث شعبة برواية جمع من الثقات، والرواية الأُولى هي من رواية (مؤمل بن إسماعيل) عنه، وهو سيئ الحفظ بالاتفاق، ومع ذلك صحّح روايته المعلّقون على (الكتاب) وعلى "الإحسان"، بدعوى متابعة الثقات إياه! وهذه غفلة عجيبة، فإنهم لم يذكروا له ولا متابعًا واحدًا على صيغة الجمع هذه...والذي يقتضيه التحقيق أن ينسب إلى مخالفته للثقات، لا إلى متابعتهم إياه، وعليه يكون حديثه منكرًا، لو كانوا يعلمون! انظر: صحيح موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان(1/248رقم420).

(اس پہلی روایت میں (اهدنا) اوراسی طرح بقیہ تمام افعال میں جمع کے صیغے کے بدلے تمام جگہوں میں اصل اور محفوظ صیغہ مفرد کا صیغہ(اهدني، عافني، تولني، بارك لي) ہے، جیسا کہ دیگر روایتوں میں ہے جس کی روایت امام شعبہ سے ثقات کی ایک جماعت نے کی ہے، جبکہ پہلی روایت (اهدنا) مؤمل بن اسماعیل نے ان سے اکیلے کی ہے اور وہ متفقہ طور پر سیئ الحفظ ہیں، اس کے باوجود کتاب (یعنی موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان) اور (الاحسان الی صحیح ابن حبان) پر تعلیق لگانے والوں نے مؤمل کی روایت کو صحیح کیا ہے اس دعوی کی بنیاد پر کہ دیگر ثقات نے اس کی متابعت کی ہے، اور یہ عجیب غفلت ہے کیونکہ ان معلقین نے جمع کے صیغے پر ایک بھی متابع کا ذکر نہیں کیا ہے...اور تحقیق اس بات کی متقاضی ہے کہ اسے مؤمل کی جانب سے ثقات کی مخالفت شمار کیا جائے نہ کہ ان کی جانب سے مؤمل کی متابعت، اس طرح مؤمل کی حدیث منکر ہوگی کاش وہ لوگ اس بات کو جانتے)

علامہ رحمہ اللہ کا یہ حکم مؤمل بن اسماعیل کی ایک بھی راوی کی متابعت نہ ملنے اور تنہا اور اکیلے روایت کرنے کی وجہ سے ہے، یعنی مؤمل بن اسماعیل کی اگر ایک بھی ثقہ یا صدوق راوی کی متابعت مل جائے تو ان کی روایت قابل احتجاج ہوجائے گی، چنانچہ کتب حدیث کا مراجعہ کرنے کے بعد پتہ چلا کہ مؤمل بن اسماعیل امام شعبہ سے اس حدیث کو جمع کے صیغے (اللهم اهدنا) کے ساتھ کرنے میں منفرد نہیں ہیں، بلکہ ان کی متابعت امام وکیع بن جراح جیسے حافظ ضابط مشہور امام نے کی ہے:

☆ حديثه أخرجه ابنُ حبان في كتاب الصلاة - كما نقله عنه الحافظ ابن حجر في كتابه إتحاف المهرة بالفوائد المبتكرة من أطراف العشرة (4/293رقم 4275)-عقب حديث مؤمل بن إسماعيل فقال: "وفي الصلاة: أنا عبد الله بن محمد الأزدي، ثنا إسحاق بن إبراهيم (هو ابن راهويه)، ثنا وكيع، به".

- وعبد الله بن محمد الأزدي هو: ابن عبد الرحمن ابن شيرويه النيسابوري ثقة حافظ فقيه. طبقات علماء الحديث لابن عبدالهادي (2/427)، وطبقات الحفاظ للسيوطي (ص 308)، وقلادة النحر في وفيات أعيان الدهر (2/427)

اس طرح مؤمل بن اسماعیل کی روایت، امام وکیع بن جراح کی متابعت ہونے کی وجہ سے کم ازکم حسن درجے کو پہنچ جاتی ہے اور ان سے سوء حفظ کا شبہ مکمل طور سے دور ہوجاتا ہے، اور منکر کا حکم باطل ہوجاتا ہے-علامہ البانی رحمہ اللہ کا حکم متابعت پر مطلع نہ ہونے کی وجہ سے تھا جو کہ متابعت ملنے کے بعد بدل جاتا ہے-اسی لیے کسی بھی حدیث پر حکم لگانے سے پہلے اس کے تمام اسانید اور طرق کی بحث اور تلاش لازمی اور ضروری ہے، علامہ ابن المدینی رحمہ اللہ کا یہ مشہور قول: الباب إذا تجمع طرقه لم يتبين خطؤه اس باب میں قاعدہ کلیہ ہے۔

چنانچہ مذکورہ بالا متابعت کو دیکھتے ہوئے مشہور محقق شعیب ارنؤوط نے کہا: حديث صحيح، مؤمل بن إسماعيل وإن كان سيئ الحفظ فقد تابعه غيرُ واحدٍ، وباقي رجاله ثقات". صحيح ابن حبان (2/499) بتحقيقه.

(یہ حدیث صحیح ہے، مؤمل بن اسماعیل گرچہ سیئ الحفظ ہیں لیکن بعض راویوں نے ان کی متابعت کی ہے اور باقی رجال ثقات ہیں۔)

اسی طرح شیخ حسین سلیم اسد بھی مؤمل بن اسماعیل کے منفرد ہونے کا انکار کرتے ہیں اور ثقات کی متابعت ہونے کا اقرار کرتے ہیں چنانچہ وہ فرماتے ہیں: "مؤمل بن إسماعيل نعم، صدوق، ولكنه سيئ الحفظ، غير أنه لم ينفرد به، بل تابعه عليه عددٌ من الثقات كما يتبين من مصادر التخريج". موارد الظمآن بتعليقه(2/229)

(مؤمل بن اسماعیل صدوق ہے، لیکن سیئ الحفظ ہے مگر وہ اس روایت (جمع کے صیغے اللّٰھُمّ اهدِنا) میں منفرد نہیں ہیں، بلکہ اس پر ان کی متابعت متعدد ثقات نے کی ہے جیسا کہ مصادر تخریج سے واضح ہوتا ہے)

معلوم ہوا کہ قنوت وتر مفرد اور جمع دونوں صیغوں سے ثابت ہے، جمع کا صیغہ دو سندوں سے ثابت ہے:

1- إسماعيل بن إبراهيم بن عقبة، عن عمّه موسى بن عقبة، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة قالت: أخبرني الحسن بن علي فذكر الحديث...

2- مؤمل بن إسماعيل ووكيع بن الجراح، عن شعبة، حدثنا بُريد بن أبي مريم، عن أبي الحوراء السعدي قال: قلتُ للحسن بن علي فذكر الحديث...

محترم قارئین! مذکورہ بالا تخریج اور اہل علم کے اقوال سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ بعض لوگوں کا جمع کے صیغے کا انکار کرنا، اس پر بدعت کا حکم لگانا غیر محقق اور غیر مناسب بات ہے، اور اصول حدیث اور قواعد جرح وتعدیل کے منافی ہے۔

**ایک اشکال اور اس کا ازالہ:**

بعض اہل علم امام طبرانیؒ کی روایت جو کہ إسماعيل بن إبراهيم بن عقبة، عن عمّه موسى بن عقبة، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة اقالت: أخبرني الحسن بن علي رضي الله عنه کی سند سے ہے اس کو معلول کہتے ہیں اور بطور دلیل حافظ ابن حجرؒ کے مندرجہ ذیل نقل کردہ اسانید اور قول کو پیش کرتے ہیں، حافظ ابن حجرؒ اپنی کتاب نتائج الافکار(2/155) میں اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد موسی بن عقبہ کے طریق سے اس کی تین سندیں ذکر کرتے ہیں:

1- من طريق يحيى بن عبد الله بن سالم، عن موسى بن عقبة، عن عبد الله بن علي، عن الحسن بن علي رضي الله عنهما قال: علّمني رسول الله صلى الله عليه وسلم هؤلاء الكلمات في الوتر.

2- ومن طريق إسماعيل بن إبراهيم بن عقبة، عن عمّه موسى بن عقبة، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة رضي الله عنها، قالت: أخبرني الحسن بن علي رضي الله عنهما قال: علمني رسول الله صلى الله عليه وسلم دعاء في القنوت في الوتر.

3- ومن طريق محمد بن جعفر، ثنا موسى بن عقبة، عن أبي إسحاق، عن بريد بن أبي مريم، عن أبي الحوراء، عن الحسن بن علي قال: علمني رسول الله صلى الله عليه وسلم أن أقول في الوتر.

اس کے بعد فرماتے ہیں: "وهذه الطريق (یعني طریق محمد بن جعفر) أشبهُ بالصواب، لأن محمد بن جعفر هو ابن أبي كثير المدني أثبت وأحفظ من إسماعيل بن إبراهيم بن عقبة ومن يحيى بن عبد الله بن سالم، فرجع الحديث إلى رواية أبي إسحاق، عن بريد، عن أبي الحوراء وهو المعروف. والله أعلم".

(یہ طریق - یعنی محمد بن جعفر کی سند- دیگر دونوں سندوں کے بالمقابل زیادہ ٹھیک ہے، کیونکہ محمد بن جعفر بن ابی کثیر المدنی، اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ اور یحیی بن عبد اللہ سالم سے زیادہ بڑا حافظ اور ضابط ہے، اس طرح مذکورہ حدیث (اللّٰهُمَّ اهْدِنا) لوٹ کر ابو اسحاق، عن برید، عن ابی الحوراء کی روایت یعنی (اللّٰهُمَّ اهْدِنِي) کی طرف لوٹ آئی۔ اور یہی معروف ہے۔ اور اللہ تعالی ہی زیادہ جاننے والا ہے) دیکھیں: نتائج الافکار(2/155)

یہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا قول اور ان کا اجتہاد ہے، اسی بنیاد پر بعض لوگ اس روایت کو معلول شمار کرتے ہیں، البتہ ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال کو دیکھنے اور ان کا موازنہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ معاملہ ایسا نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس ہے،

دونوں راویوں (محمد بن جعفر بن ابی کثیر اور اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ) کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال درج ذیل ہیں۔

ان دونوں راویوں کے بارے میں علماء کے اقوال:

اول: محمد بن جعفر بن ابی کثیر الانصاری الزرقی المدنی۔

1- قال يحيى بن معين: ثقة. الجرح والتعديل: (7/221)

2- وقال ابن المديني: معروف. العلل له (ص85)

3- وقال النسائي: رجل صالح مستقيم الحديث. رجال البخاري للباجي (2/622)

4- قال الترمذي: مديني ثقة. جامع الترمذي (في أثناء الكلام على حديث رقم 800)

5- وقال العجلي: مدني ثقة الثقات له (2/234)

6- وذكره ابن حبان في الثقات (7/402).

دوم: اسماعيل بن ابراهيم بن عقبة بن ابي عياش القرشي الاسدي، ابو اسحاق المدني

1- قال يحيى بن معين: ثقة. سؤالات ابن الجنيد (ص 382) وتاريخ الدوري 3/171) 2- قال علي بن المديني: كان عندنا ثقة. سؤالات محمد بن عثمان بن أبي شيبة (ص 118) 3-قال النسائي: ثقة. التعديل والتجريح للباجي (1/360)، وتهذيب التهذيب (1/272) 4-وقال أبو حاتم: ليس به بأس. الجرح والتعديل: (2/152) 5- وقال أبو داؤد: ليس به بأس. تهذيب التهذيب (1/272) 6-وقال ابن شاهين: مديني ثقة. تاريخ أسماء الثقات له (ص 29) 7-وقال ابن سعد: لقي نافعا مولى ابن عمر وعائشة بنت سعد بن أبي وقاص، وحدّث عنهما حديثا صالحا، وكان يحدّث بالمغازي عن عمّه موسى بن عقبة. الطبقات الكبير: (5/418)

8- وقال الدارقطني: ما علمتُ إلا خيرًا، أحاديثه صحاح نقية. سؤالات الحاكم للدارقطني (ص183)

9- ذكره ابن حبان في ثقاته (6/44)

10-قال المغلطائي: "وقال زكريا الساجي في كتاب »الجرح والتعديل«: فيه ضعف. وفي» كتاب ابن خلفون« عنه: مدني وهو ثقة، ولم أره. وقال أبو الفتح الأزدي: فيه ضعف". إكمال تهذيب الكمال له (2/144)

11-وبعد نقل تضعيف الأزدي والساجي له، ردّ عليهما الإمام الذهبي فقال: وثّقه النسائيُّ وغيرُه وابنُ معين، وقد احتج بإسماعيل أبو عبد الله (يعني البخاري) وأبو عبد الرحمن (يعني النسائي) وناهيك بهما" ميزان الاعتدال: (1/215)

و کذا ردّ تضعیفهما الحافظ ابنُ حجر فقال: "ثقة تكلم فيه بلا حجة". تقریب التہذیب (ص 105)

وقال أيضا: "تكلم فيه الساجي والأزدي بلا مستند". ھدی الساری (461)

وقال أيضا: "وثّقه النسائي ويحيى بن معين وأبو حاتم وغيرهم، وتكلّم فيه الساجي وتبعه الأزدي بكلام لا يستلزم قدحًا، وقد احتج به البخاري والنسائي لكن لم يكثرا عنه". هدى الساري (390).

اہل علم کے مذکورہ بالا اقوال کا جائزہ لینے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ، محمد بن جعفر بن ابی کثیر الانصاری سے نیچے نہیں ہیں جیسا کہ حافظ رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے بلکہ وہ (اسماعیل بن ابراہیم) ان سے (محمد بن جعفر) سے حفظ اور ضبط میں بلند ہیں کیونکہ ائمہ حدیث اور نقاد حدیث کی ایک جماعت نے ان کی توثیق کی ہے جیسے: ابن معین، ابن المدینی، نسائی، ابوداؤد اور ابوحاتم رازی وغیرہ۔ جبکہ محمد بن جعفر بن ابی کثیر کی توثیق نقاد حدیث میں سے صرف ابن معین اور نسائی نے کی ہے۔

غالباً حافظ ابن حجر رحمہ اللہ علیہ نے اول امر میں اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ پر محمد بن جعفر بن ابی کثیر کو ترجیح دی تھی امام ساجی اور امام ازدی کی ان کی (اسماعیل بن ابراہیم) کی تضعیف کی وجہ سے۔ لیکن جب یہ بات ان پر واضح ہوگئی کہ ان دونوں کا کلام بلا کسی مستند کے ہے، تو اس ترجیح سے انہوں نے رجوع کرلیا اور ان دونوں کی تضعیف پر توجہ نہیں دی بلکہ ان پر رد کیا اور فرمایا: تكلم فيه الساجي والأزدي بلا مستند". (یعنی ان کے (اسماعیل بن ابراہیم) کے بارے میں ساجی اور ازدی نے بلا کسی دلیل اور وجہ کے کلام کیا ہے)

اور دوسری جگہ فرمایا: ثقة تكلم فيه بلا حجة (یعنی وہ -اسماعیل بن ابراہیم- ثقہ ہیں ان کے بارے میں بلا کسی حجت اور دلیل کے کلام کیا گیا ہے)

اس طور سے خود حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے قول سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ کے طریق پر محمد بن جعفر بن ابی کثیر کی طریق کو ترجیح دینا درست نہیں ہے، بلکہ اسماعیل بن ابراہیم کا طریق ہی سب سے زیادہ صحیح ہے، اور اس کے راجح اور زیادہ صحیح ہونے کے درجذیل اسباب ہیں:

1- اکثر نقاد حدیث نے اسماعیل بن ابراہیم کی توثیق کی ہے۔

2- اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ، موسی بن عقبہ کے خاندان سے ہیں اور ان کا بھتیجہ ہیں اور انہیں اپنے چچا کی ملازمت حاصل ہے، اور وہاں کی کتاب (المغازی) کے راوی ہیں، اور آدمی اپنے خاندان کی حدیثوں کو دوسروں کے بالمقابل زیادہ جانتا ہے۔

3- ائمہ حدیث اور محققین نے (اللّٰھُمَّ اھْدِنا) کی تصحیح کی ہے جیسے:

- حافظ ابن حبان رحمہ اللہ: صحیح ابن حبان (722)
- امام بیہقی رحمہ اللہ: السنن الکبری لہ (2/210)
- ابن الملقن رحمہ اللہ: تحفۃ المحتاج الی ادلۃ المنہاج (1/304)
- شعیب ارنؤوط: صحیح ابن حبان تخریجہ (722)
- حسین سلیم أسد الدّارانی: موارد الظمآن بتحقیقہ (513)
- دکتور محمد سعید بن محمد حسن البخاری: الدعاء للطبرانی بتحقیقہ (735)

خلاصہ کلام یہ کہ قنوت وتر کی دعا دونوں صیغوں (واحد اور جمع) کے ساتھ ثابت ہے اور ان میں کوئی تضاد نہیں ہے، اس طور سے کہ اسے دو مختلف حالت پر محمول کیا جائے ،مثلاً اگر نمازی اکیلا ہو تو اسے مفرد کے صیغے (اللّٰھُمَّ اھْدِنِی) کے ساتھ پڑھنا چاہیے، اور اگر گروہ امام ہے تو اسے جمع کے صیغے (اللّٰھُمَّ اھْدِنا) کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔

قال شيخ الإسلام رحمه الله تعالى: وإذا كان المأموم مُؤمّنا على دعاء الإمام فيدعو بصيغة الجمع كما في دعاء الفاتحة في قوله: ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾فإن المأموم إنما أمّن لاعتقاده أن الإمام يدعو لهما جميعا، فإن لم يفعل فقد خان الإمام المأموم. [مجموع الفتاوى: 118/23].

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر امام کے پیچھے نماز پڑھنے والا امام کی دعا پر آمین کہتا ہو تو اسے چاہیے کہ جمع کے صیغے کے ساتھ دعا کرے جیسا کہ سورۃ فاتحہ کی دعا میں ہے: ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾مقتدی صرف اس لیے آمین کہتا ہے کہ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ امام ان دونوں کے لیے دعا کر رہا ہے۔ اگر امام ایسا نہ کرے تو گویا اس نے مقتدیوں کے ساتھ خیانت کی۔

وفي فتاوى اللجنة الدائمة (308/5): إن كان الإمام يدعو لنفسه ولغيره جهرة حال القنوت والدعاء في خطب الجمعة وغيرها فلا يخص نفسه بالدعاء دونهم، بل يأتي بصيغة الجمع.اهـ.

اور فتاویٰ لجنہ دائمہ (5/308) میں ہے: اگر امام جمعہ کے خطبوں میں یا قنوت وغیرہ کی دعا کے دوران جہری طور پر اپنے اور دوسروں کے لیے دعا مانگے تو اسے چاہیے کہ لوگوں کو چھوڑ کر صرف اپنے لیے دعا نہ کرے، بلکہ تمام لوگوں کے لیے جمع کے صیغے کے ساتھ دعا کرے۔

قال الشيخ ابن عثيمين رحمه الله تعالى: والمراد بالدعاء الدعاء الذي يؤمن عليه المأموم، فإن الإمام لا يخص به نفسه، أما الدعاء الذي لا يؤمن عليه المأموم فله أن يخص نفسه به. [فتاوي ورسائل العثيمين: 140/13]

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دعا سے مراد وہ دعا ہے جس پر مقتدی آمین کہے، تو ایسی دعا کو امام صرف اپنے لیے مخصوص نہ کرے۔ رہی وہ دعا جس پر مقتدی آمین نہ کہے تو ایسی صورت میں امام اپنے لیے خاص دعا کرسکتا ہے۔

لہذا ائمہ کرام کو چاہیے کہ جماعت کی صورت میں قنوت وتر میں جمع کے صیغے (اللّٰھُمَّ اھْدِنا) کے ساتھ دعا کریں تاکہ تمام مصلیان اس دعا میں شریک ہوسکیں، جیسا کہ علماء کے اقوال سے واضح ہوتا ہے۔

# ذکرواذکار: فضائل، فوائداورثمرات

مولانا ابوحمدان اشرف فیضی، جامعہ محمدیہ عربیہ رائیدرگ

**ذکر کی اهمیت:** ذکرالٰہی عظیم الشان نیکی ہے، دل اورروح کی غذا ہے، اطمینان قلب کا اہم ذریعہ ہے، اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ عبادت ہے، قرب الٰہی کا سبب ہے، اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ، اعلیٰ وارفع اورافضل عمل ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ، وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ، وَأَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ، وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ، وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ، فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ، وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ، قَالُوا: بَلَى، قَالَ: ذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَى [سنن الترمذي: أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَابٌ مِنْهُ: ٣٣٧٧، صحيح، صحيح الجامع: ٢٦٢٩، وابن ماجه: ٣٧٩٠، وأحمد: ٢/٤٤٧] کیا میں تمہیں ایسے عمل کے بارے میں نہ بتاؤں جو تمہارے اعمال میں سب سے بہتر، تمہارے آقا ومولی کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اورتمہارے درجات میں سب زیادہ اضافہ کرنے والا اورتمہارے لیے سونا چاندی خرچ کرنے سے بھی بہتراوراس سے بھی بہترکہ تم اپنے دشمن سے مقابلہ کرواور تم ان کی گردنیں مارواوروہ تمہاری گردنیں ماریں؟ وہ عمل اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ما شيءٌ أنجى من عذابِ اللهِ من ذكرِ اللهِ [سنن الترمذي: أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَابٌ مِنْهُ: ٣٣٧٧، صحيح، صحيح الترغيب: ١٤٩٣] اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کرکوئی چیز اللہ کے عذاب سے نجات نہیں دے سکتی۔

**کثرت سے اللہ کا ذکر:** کتاب وسنت میں کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے کا حکم ہے، اس لیے کہ یہ ایسا عمل ہے جو ہم اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، چلتے پھرتے انجام دے سکتے ہیں، اس کے لیے زمان ومکان کی کوئی قید نہیں ہے، دوکان ومکان، سفر وحضراوردن رات کبھی بھی اورکہیں بھی ذکر کر سکتے ہیں، ذیل میں بعض آیات ملاحظہ فرمائیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴿٤١﴾ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا [الأحزاب: ٤١-٤٢] مسلمانو! اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت زیادہ کرواور صبح وشام اس کی پاکیزگی بیان کرو۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو کثرت سے ذکر کرنے اور صبح وشام اس کی تسبیح بیان کرنے کا حکم دیا ہے، اسی طرح سورہ احزاب آیت نمبر(35) میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوعورت کے دس صفات کا تذکرہ کیا ہے کسی صفت کے ساتھ کَثِیْرًا نہیں ہے مگر ذکر کے ساتھ کَثِیْرًا آیا ہے، یعنی ذکرالٰہی کا اہتمام کثرت سے ہونا چاہیے، فرمایا: إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا [الأحزاب: ٣٥] بے شک مسلمان مرداور مسلمان عورتیں، مومن مرداورمومن عورتیں، فرماں برداری کرنے والے مرداورفرماں بردارعورتیں، راست بازمرداورراست بازعورتیں، صبرکرنے والے مرداورصبرکرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرداورعاجزی کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرداور خیرات کرنے والی عورتیں، روزے رکھنے والے مرداورروزے رکھنے والی عورتیں، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرداورحفاظت کرنے والیاں، بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے اور ذکرکرنے والیاں ان (سب کے) لیے اللہ تعالیٰ نے (وسیع) مغفرت اور بڑا ثواب تیارکررکھا ہے۔

تفسیر بغوی میں امام مجاہد رحمہ اللہ علیہ کا قول ہے: لَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنَ الذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا حَتَّى يَذْكُرَ اللَّهَ قَائِمًا وَقَاعِدًا وَمُضْطَجِعًا [تفسير البغوي: الأحزاب: ٣٥] اس وقت تک بندہ کثرت سے ذکرکرنے والوں میں شمارنہیں ہوسکتا جب تک وہ اٹھتے، بیٹھتے، لیٹتے ذکر نہ کرے۔ حدیث میں ہے: مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ، فَصَلَّيَا رَكْعَتَيْنِ جَمِيعًا، كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ [سنن أبي داود: كِتَابُ الصَّلَاةِ، بَابُ الْحَثِّ عَلَى قِيَامِ اللَّيْلِ: ١٤٥١، صحيح] جورات کو بیدار ہواوراپنی بیوی کو جگائے پھر دونوں دودو رکعتیں پڑھیں تو وہ کثرت سے اللہ کا ذکرکرنے والے مردوں اورذکرکرنے والی عورتوں میں لکھے جائیں گے۔

سورۃ الجمعہ میں اللہ تعالیٰ نے نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد زمین میں پھیل جانے اوراللہ کا فضل تلاش کرنے کا حکم دیتے ہوئے کثرت سے اللہ کا ذکرکرنے کا بھی حکم دیا اوراس پر فلاح کی بشارت سنائی، فرمایا: فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ [الجمعة: ١٠] پھر جب نماز ہوچکے تو زمین میں پھیل جاؤاور

اللہ کا فضل تلاش کرو اور بکثرت اللہ کا ذکر کیا کرو تا کہ تم فلاح پا لو۔

معلوم ہوا کہ گھریلو کام کاج، تجارت اور کاروبار میں مشغول رہ کر بھی ہم ذکر کرتے رہیں، سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر، استغفر اللہ، لاحول ولا قوۃ الا باللہ، سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم، سبحان اللہ و بحمدہ، اس قسم کے چھوٹے چھوٹے اذکار کی پابندی کریں، اسی طرح جنگ میں دشمن سے مقابلہ کرتے وقت اللہ کی طرف سے نصرت و مدد طلب کرنے کے لیے کثرت سے ذکر الٰہی کا حکم دیا، فرمایا: يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوٓا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ [الأنفال: ۴۵] اے ایمان والو! جب تم کسی مخالف فوج سے بھڑ جاؤ تو ثابت قدم رہو اور بکثرت اللہ کو یاد کرو تا کہ تمہیں کامیابی حاصل ہو۔ آیت کریمہ کی تفسیر میں تفسیر سعدی میں شیخ عبد الرحمٰن ناصر سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: أي: تدركون ما تطلبون من الانتصار على أعدائكم، فالصبر والثبات والإكثار من ذكر الله من أكبر الأسباب للنصر [تفسير السعدي: الأنفال: ۴۵] جنگ میں دشمن کے مقابلے میں صبر و ثبات اور کثرت سے اللہ کا ذکر نصرت الٰہی کے عظیم اسباب میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہ السلام کو کثرت سے ذکر کرنے کی وصیت کی، فرمایا: وَاذْكُر رَّبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ [آل عمران: ۴۱] تو اپنے رب کا ذکر کثرت سے کر اور صبح و شام اسی کی تسبیح بیان کرتا رہ! اسی طرح موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے درخواست کرتے ہوئے کہا: كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ﴿٣٣﴾ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا [طه: ۳۳-۳۴] تا کہ ہم دونوں بکثرت تیری تسبیح بیان کریں اور بکثرت تیری یاد کریں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کھڑے، بیٹھے، لیٹے ہر حال میں ذکر کرنے کا حکم دیا، فرمایا: فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَوٰةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَٰمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ [النساء: ۱۰۳] پھر جب تم نماز ادا کر چکو تو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اولوا الألباب کی یہی صفت بیان کی ہے، فرمایا: إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَٰفِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَءَايَٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَٰبِ ﴿١٩٠﴾ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَٰمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَٰطِلًا سُبْحَٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ [آل عمران: ۱۹۰-۱۹۱] آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقیناً عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں۔ اسی طرح حدیث میں ہے کہ خدمت نبوی میں ایک شخص آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اسلام کے احکام تو میرے لیے بہت ہیں، پس آپ مجھے ایسی بات بتلائیے جس کو میں مضبوطی سے پکڑ لوں، آپ نے فرمایا: لا يزال لسانك رطبًا من ذكر الله [سنن الترمذي: أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَابٌ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الذِّكْرِ: ۳۳۷۵، صحيح] تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے۔

**کثرت سے ذکر کا فائدہ:** حدیث میں ہے: ثلاثةٌ لا يَرُدُّ اللهُ دُعاءَهم: الذاكرُ اللهَ كثيرًا، ودعوةُ المظلومِ، والإمامُ المُقسِطُ [أخرجه البزار: ۸۷۵۱، باختلاف يسير، والطبراني في الدعاء: ۱۳۱۶، والبيهقي في شعب الإيمان: ۵۸۸، واللفظ لهما، السلسلة الصحيحة: ۳۳۷۴، إسناده حسن رجاله ثقات] تین قسم کے لوگوں کی دعا اللہ تعالیٰ رد نہیں کرتا: کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے کی دعا، مظلوم کی بد دعا، منصف امام کی دعا۔

ایک اور حدیث میں ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيرُ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ، فَمَرَّ عَلَى جَبَلٍ يُقَالُ لَهُ: جُمْدَانُ، فَقَالَ: سِيرُوا، هَذَا جُمْدَانُ، سَبَقَ الْمُفَرِّدُونَ، قَالُوا: وَمَا الْمُفَرِّدُونَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: الذَّاكِرُونَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتُ [صحيح مسلم: كِتَابُ الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ، بَابُ الْحَثِّ عَلَى ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى: ۲۶۷۶] ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ مکہ کی راہ میں جا رہے تھے، آپ ﷺ ایک پہاڑ پر گزرے جس کو جمدان کہتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چلو یہ جمدان ہے، مفردون آگے بڑھ گئے۔ لوگوں نے عرض کیا: مفردون کون ہیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں۔

**ذکر الٰہی اور اسوہ نبوی:** اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی زندگی کو ہمارے لیے اسوہ حسنہ قرار دیا ہے، یقیناً آپ ﷺ کی حیات طیبہ زندگی کے تمام شعبوں کے لیے بہترین نمونہ اور آئیڈیل ہے، عبادات کے باب میں اگر سیرت نبوی ﷺ کا جائزہ لیا جائے تو آپ ﷺ کی زندگی عبودیت کے اعلیٰ مقام پر فائز نظر آتی ہے، آپ ﷺ اللہ کے کامل بندے تھے، ذکر و اذکار کے متعلق عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے بارے میں بیان فرماتی ہیں کہ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللَّهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ [صحيح مسلم: كِتَابُ الْحَيْضِ، بَابُ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى فِي حَالِ الْجَنَابَةِ وَغَيْرِهَا: ۳۷۳] نبی کریم ﷺ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے۔

یقیناً اگر نبی ﷺ کے شب و روز کے معمولات پر نظر ڈالی جائے تو کوئی ایسا لمحہ نہیں نظر آتا ہے جس وقت آپ اللہ کا ذکر نہ کرتے ہوں، سفر و حضر، گھر اور مسجد،

خلوت وجلوت، صحت و بیماری، ہر جگہ اور ہر حال میں آپ اللہ کے ذکر کا اہتمام کرتے تھے، یہاں تک کہ قضائے حاجت کے وقت تھوڑی دیر کے لیے آپ کی زبان اللہ کے ذکر سے خاموش ہو جاتی تھی تو اس معمولی وقفے میں ذکر نہ کرنے کو آپ اپنے لیے کوتاہی تصور کرتے اور ضرورت سے فارغ ہونے کے بعد جب بیت الخلاء سے باہر آتے تو آپ غفرانك پڑھتے تھے، جیسا کہ اہل علم نے غفرانك پڑھنے کی ایک توجیہ یہ بھی بیان کی ہے۔ اسی طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن بھر میں ستر سے زائد مرتبہ توبہ و استغفار کرتے تھے، آپ نے فرمایا: **واللّٰهِ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وأَتُوبُ إِلَيْهِ فى اليَومِ أَكْثَرَ مِن سَبْعِينَ مَرَّةً [صحيح البخاري: كِتَابُ الدَّعَوَاتُ، بَابُ اسْتِغْفَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ: ٦٣٠٧]** اسی طرح ایک ایک مجلس میں آپ یہ ذکر سو مرتبہ پڑھ لیتے تھے، رَبِّ اغفر لي، وتُب عليَّ، إنَّك أنتَ التَّوّابُ الرَّحيمُ، جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: إن كنّا لنعدُّ لرسولِ اللّٰهِ ﷺ فى المَجلِسِ الواحدِ مائةَ مرَّةٍ: ربِّ اغفر لى، وتُب علىَّ، إنَّكَ أنتَ التَّوّابُ الرَّحيمُ **[سنن أبي داود: كِتَابُ الصَّلَاةِ، بَابٌ فِي الِاسْتِغْفَارِ: ١٥١٦، صحيح]** ہم ایک مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سو بار: رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّك أَنْتَ التَّوّابُ الرَّحِيمُ، اے میرے رب! مجھے بخش دے، میری توبہ قبول کر، بیشک تو ہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ کہنے کو شمار کرتے تھے۔

اس سے اندازہ لگائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ذکر کا کس قدر اہتمام پایا جاتا تھا، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم آپ کی اتباع اور پیروی کریں اور آپ کے اسوہ پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگی میں کثرت سے ذکر کی پابندی کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک توفیق دے۔ آمین۔

**ذکر کے فوائد:**

**۞ اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والے کا ذکر کرتا ہے:** ارشاد ربانی ہے: **فَاذْكُرُونِيٓ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ [البقرة: ١٥٢]** اس لیے تم میرا ذکر کرو، میں بھی تمہیں یاد کروں گا، میری شکر گزاری کرو اور ناشکری سے بچو۔ حدیث قدسی میں ہے: **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَأٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَأٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً [صحيح البخاري: كِتَابُ التَّوْحِيدِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ: ٧٤٠٥]** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور جب وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر فرشتوں کی مجلس میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب آتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آ جاتا ہوں۔

**۞ دل اور روح کی غذا اور سکون قلب کا ذریعہ ہے:** اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **الَّذِينَ اٰمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللّٰهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ [الرعد: ٢٨]** جو لوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یاد رکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے: **عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ، مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ [صحيح البخاري: كِتَابُ الدَّعَوَات، بَابُ فَضْلِ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: ٦٤٠٧]** ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور اس کی مثال جو اپنے رب کو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ جیسی ہے۔ دوسری روایت میں ہے: **مَثَلُ الْبَيْتِ الَّذِي يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيهِ، وَالْبَيْتِ الَّذِي لَا يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيهِ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ [صحيح مسلم: كِتَابُ الْمَسَاجِدُ وَمَوَاضِعُ الصَّلَاةِ، بَابُ اسْتِحْبَابُ صَلَاةِ النَّافِلَةِ فِي بَيْتِهِ وَجَوَازُهَا فِي الْمَسْجِدِ: ٧٧٩]** جس گھر میں اللہ کی یاد ہوتی ہے اور جس گھر میں نہیں ہوتی وہ مثل زندہ اور مردہ کے ہے۔

نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ملتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

افسوس کہ آج اکثر گھر سینما گھر بن گئے ہیں، گھروں میں میوزک اور گانے سنے جاتے ہیں، فلمیں اور ڈرامے دیکھے جاتے ہیں، اللہ کے ذکر اور قرآن مجید کی تلاوت کا بہت کم اہتمام ہوتا ہے، ایک وقت تھا کہ جب مسلم محلوں اور گلیوں سے گزرتے تو گھروں سے تلاوت قرآن کی آواز سنائی دیتی تھی، مگر آج گانے اور بجانے کی آوازیں سنائی دیتی ہیں، آخر اللہ کی نصرت و مدد کہاں سے نازل ہو؟

**۞ شیطان کے مکر وفریب سے حفاظت:** شیطان ذکر کی پابندی کرنے والے پر مسلط نہیں ہو سکتا، اس لیے کہ شیطان پر اللہ کے ذکر سے بہت بڑی مار پڑتی ہے، وہ ذلیل ہوتا ہے، لیکن جو لوگ اللہ کے ذکر سے غفلت برتتے ہیں، شیطان بڑی آسانی سے ان پر مسلط ہو جاتا ہے اور ان کا ساتھی بن کر انہیں ہمیشہ برائی پر آمادہ کرتا ہے، ارشاد ربانی ہے: **وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ**

شَيۡطٰنًا فَهُوَلَهٗ قَرِيۡنٌ [الزخرف: ۳۶] اور جو شخص رحمٰن کی یاد سے غفلت کرے ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں وہی اس کا ساتھی رہتا ہے۔ دوسری جگہ اللہ نے فرمایا: اِسۡتَحۡوَذَ عَلَيۡهِمُ الشَّيۡطٰنُ فَاَنۡسٰهُمۡ ذِكۡرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزۡبُ الشَّيۡطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ الشَّيۡطٰنِ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ [المجادلة: ۱۹] ان پر شیطان نے غلبہ حاصل کر لیا ہے، اور انہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے یہ شیطانی لشکر ہے، کوئی شک نہیں کہ شیطانی لشکر ہی خسارے والا ہے۔

خاص طور پر خواتین بہت جلد شیطانی چالوں کا شکار ہو جاتی ہیں، لہٰذا مرد وخواتین شیطانی ہتھکنڈوں سے بچنے کے لیے ذکر واذکار کا کثرت سے التزام کریں، ہمیشہ اپنی زبان کو اللہ کے ذکر سے تر رکھیں۔ حدیث میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: إِذَا أُذِّنَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ، فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ أَقْبَلَ، فَإِذَا ثُوِّبَ أَدْبَرَ، فَإِذَا سَكَتَ أَقْبَلَ، فَلَا يَزَالُ بِالْمَرْءِ يَقُولُ لَهُ: اذْكُرْ مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ، حَتَّى لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى [صحيح البخاري: أَبْوَابُ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ، بَابُ يُفْكِرُ الرَّجُلُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ: ۱۲۲۲] جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ موڑ کر ریاح خارج کرتا ہوا بھاگتا ہے تاکہ اذان نہ سن سکے۔ جب مؤذن چپ ہو جاتا ہے تو پھر آ جاتا ہے اور جب جماعت کھڑی ہونے لگتی ہے (اور اقامت کہی جاتی ہے) تو پھر بھاگ جاتا ہے۔ لیکن جب مؤذن چپ ہو جاتا ہے تو پھر آ جاتا ہے۔ اور آدمی کے دل میں وسوسے پیدا کرتا رہتا ہے۔ کہتا ہے کہ (فلاں فلاں بات) یاد کر۔ وہ باتیں یاد دلاتا ہے جو اس نمازی کے ذہن میں بھی نہ تھیں۔ اس طرح نمازی کو یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔

اسی طرح دوسری حدیث میں ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ، إِذَا هُوَ نَامَ، ثَلَاثَ عُقَدٍ، يَضْرِبُ كُلَّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ، فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ [صحيح البخاري: بَابُ التَّهَجُّدِ بِاللَّيْلِ، بَابُ عَقْدِ الشَّيْطَانِ عَلَى قَافِيَةِ الرَّأْسِ: ۱۱۴۲] ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ شیطان آدمی کے سر کے پیچھے رات میں سوتے وقت تین گرہیں لگا دیتا ہے اور ہر گرہ پر پھونک مارتا ہے کہ سو جا ابھی رات بہت باقی ہے، پھر اگر کوئی بیدار ہو کر اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، پھر جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر نماز پڑھے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ اس طرح صبح کے وقت آدمی چاق و چوبند خوش مزاج رہتا ہے۔ ورنہ سست اور بد باطن رہتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے: و كذلك العبدُ لا ينجو من الشيطان إلا بذكرِ اللهِ [صحيح الترغيب: ۱۶۱۲] اور اسی طرح بندہ شیطان سے نجات نہیں پا سکتا ہے مگر اللہ کے ذکر سے۔

۞ **گناہوں کی مغفرت:** حدیث میں ہے: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں پھرتے رہتے ہیں اور اللہ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ پھر جہاں وہ کچھ ایسے لوگوں کو پا لیتے ہیں کہ جو اللہ کا ذکر کرتے ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ آؤ ہمارا مطلب حاصل ہو گیا۔ پھر وہ پہلے آسمان تک اپنے پروں سے ان پر امنڈتے رہتے ہیں۔ پھر ختم پر اپنے رب کی طرف چلے جاتے ہیں۔ پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ اپنے بندوں کے متعلق خوب جانتا ہے کہ میرے بندے کیا کہتے تھے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ وہ تیری تسبیح پڑھتے تھے، تیری کبریائی بیان کرتے تھے، تیری حمد کرتے تھے اور تیری بڑائی کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ کہا کہ وہ جواب دیتے ہیں نہیں، واللہ! انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، پھر ان کا اس وقت کیا حال ہوتا جب وہ مجھے دیکھے ہوئے ہوتے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ تیرا دیدار کر لیتے تو تیری عبادت اور بھی بہت زیادہ کرتے، تیری بڑائی سب سے زیادہ بیان کرتے، تیری تسبیح سب سے زیادہ کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے، پھر وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ جنت مانگتے ہیں۔ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: نہیں، واللہ اے رب! انہوں نے تیری جنت نہیں دیکھی۔ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے ان کا اس وقت کیا عالم ہوتا اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو وہ اس سے اور بھی زیادہ خواہش مند ہوتے، سب سے بڑھ کر اس کے طلب گار ہوتے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں، دوزخ سے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: کیا انہوں نے جہنم دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں نہیں، واللہ، انہوں نے جہنم کو دیکھا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، پھر اگر انہوں نے اسے دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اگر انہوں نے اسے دیکھا ہوتا تو اس سے بچنے میں وہ سب سے آگے ہوتے اور سب سے زیادہ اس سے خوف کھاتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت کر دی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس پر ان میں سے ایک فرشتے نے کہا کہ ان میں فلاں بھی تھا جو ان ذاکرین میں سے نہیں تھا، بلکہ وہ کسی ضرورت سے آ گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ: هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ [صحيح البخاري: كِتَابُ الدَّعَوَاتِ، بَابُ فَضْلِ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: ۶۴۰۸] یہ (ذاکرین) وہ لوگ ہیں جن کی مجلس میں بیٹھنے والا بھی نامراد نہیں رہتا۔

صفاتِ باری تعالیٰ

# صفت خلق

مولانا عبیداللہ الباقی اسلم
جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

اولاً: خلق کی لغوی تعریف:

**ا۔خلق کی لغوی تعریف:**

ابوبکرانباری کہتے ہیں: خلق کا اطلاق کلام عرب میں دومعانی پر ہوتا ہے:

ا۔بغیر مثال سابق کے کسی چیز کوایجاد کرنا۔

۲۔کسی چیز کااندازہ لگانا (دیکھیں: تہذیب اللغۃ (۱۶/۷) والصحاح (ص:۳۱۴)

**ب۔خلق کی شرعی تعریف:**

خلق: یہ اللہ تعالیٰ کی ایک ذاتی وفعلی صفت ہے، اوراس سے مراد کائنات کوبغیر مثال سابق کے عدم سے وجود میں لانا ہے۔(دیکھیں: مجموع الفتاوی (۳۵۷/۶)

غرض کہ خلق بمعنی بغیر مثال سابق کے کسی چیز کو ایجاد کرنا، یہ اللہ تعالیٰ کی فعلی صفتوں میں سے ایک عظیم ترین صفت ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے لہٰذا دنیا کے سارے لوگ ایک حقیر ترین مخلوق بھی پیدا نہیں کرسکتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی خالق ہے۔(سورہ فاطر: ۳)

اورفرمایا: يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ" فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ لوگو! ایک مثال بیان کی جارہی ہے، ذرا کان لگا کر سن لو! اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے رہے ہو وہ ایک مکھی بھی تو پیدا نہیں کرسکتے، گو سارے کے سارے ہی جمع ہوجائیں، بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے بھاگے تو یہ تو اسے بھی اس سے چھین نہیں سکتے، بڑا بودا ہے طلب کرنے والا اور بڑا بودا ہے وہ جس سے طلب کیا جارہا ہے۔(سورۃ الحج: ۷۳)

البتہ اگر خلق بمعنی کسی چیز کا اندازہ لگانا ہو تو اس سے بعض مخلوق متصف ہوسکتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فتبارک اللہ أحسن الخالقین "برکتوں والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے۔"(سورۃ المومنون: ۱۴)

علامہ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں أحسن الخالقین سے مراد احسن المقدرین ہے، یعنی: سب سے بہترین اندازہ لگانے والے (اضواء البیان (۳۵۷/۵)

**ثانیا: صفت خلق کے چند دلائل:** خلق اللہ تعالیٰ کی فعلی صفتوں میں سے ایک عظیم صفت ہے، جو کتاب وسنت کے دلائل سے ثابت ہے۔ (دیکھیں: صفات اللہ عزوجل الواردۃ فی الکتاب والسنۃ للھراس (ص: ۱۵۴)

ا۔قرآن کریم

ا۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ یاد رکھو اللہ ہی کے لئے پیدا کرنا اور حکم دینا خاص ہے۔(سورۃ الاعراف: ۵۴)

۲۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى "وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا وجود بخشنے والا صورت بنانے والا، اسی کے لئے (نہایت) اچھے نام ہیں۔(سورۃ الحشر: ۲۴)

۳۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ "آپ یوں کہیے کہ کیا تمہارے شرکا میں کوئی ایسا ہے جو پہلی بار بھی پیدا کرے، پھر دوبارہ بھی پیدا کرے؟ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی پیدا کرے گا۔ پھر تم کہاں پھرے جاتے ہو۔"(سورۃ یونس: ۳۴)

ب۔احادیث نبوی:

ا۔حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ومن أظلم ممن ذهب يخلق كخلقي فليخلقوا ذرة أو ليخلقوا حبة أو شعيرة اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہے جو میری مخلوق کی طرح مخلوق بناتا ہے، وہ ایک ذرہ یا پیدا کرکے تو دیکھیں یا (گیہوں کا) ایک دانہ یا جو کا ایک دانہ پیدا کرکے تو دیکھیں" (صحیح البخاری (ح:۷۵۵۹)، وصحیح مسلم (ح:۲۱۱۱)

۲۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: لما خلق الله الخلق، كتب في كتابه وهو يكتب على نفسه، وهو وضع عنده على العرش ان رحمتي تغلب غضبي "جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اپنی کتاب میں اسے لکھا۔ اس نے اپنی ذات کے متعلق بھی لکھا اور یہ اب بھی عرش پر لکھا ہوا ہے کہ میری رحمت

میرے غضب پر غالب ہے۔(صحیح البخاری(ح:۷۴۰۴)وصحیح مسلم(ح:۲۷۵۱)

ج۔اجماع:

۱۔امام اشعری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام حوادث کا خالق ہے ان میں سے کسی بھی چیز کا اس کے سوا کوئی بھی خالق نہیں ہوسکتا ہے اور جو یہ گمان کرتے ہیں انہیں یہ کہہ کر وعید سنائی ہے کیا اللہ کے سوا کوئی اور بھی خالق ہے؟ جس طرح یہ کہہ کر کہ کیا اللہ کے سوا کوئی اور بھی معبود برحق ہے؟ ان لوگوں کو وعید سنائی ہے جو اللہ کے سوا کسی اور کے معبود ہونے کا دعوی کرتے ہیں۔(رسالۃ الی اہل الثغر ص:۲۵۴)

۲۔شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے اور اس کے سوا ہر چیز مخلوق ہے'' (بغیۃ المرتاد(۲/۶۴)

۳۔علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''تمام رسل صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین اور اسی طرح اللہ کی نازل کردہ تمام کتابیں اس بات پر متفق ہیں کہ تقدیر کو ثابت کرنا واجب ہے، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، وہی ہر چیز کا خالق ہے، وہی ہر چیز کا جانکار ہے، اسی نے لوح محفوظ میں ہر چیز کو لکھ رکھا ہے، اس نے جو چاہا وہ ہوا، اور اس کی ملکیت میں وہی ہوتا ہے جو وہ چاہتا ہے۔'' (مختصر الصواعق المرسلۃ (ص:۴۵۷)

ثالثاً: صفت خلق کے بارے میں اہل علم کے چند اقوال:

۱۔ابن مندہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور اللہ تعالیٰ (کسی چیز کو) پیدا کرنے سے قبل ہی خالق، باری، اور مصور ہے، یعنی وہ پیدا کرتا، اور صورتیں بناتا ہے (اور وہ اس پر ہمیشہ سے قادر ہے)(التوحید لابن مندہ (۲/۷۶)

۲۔شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے: ''اور وہ اپنی صفت خلق وفعل سے متصف ہے جس طرح وہ اپنی دیگر صفات سے متصف ہے'' (مجموع الفتاوی (۱۲/۴۳۶)

چنانچہ صفت خلق کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام موجودات کا خالق ہے اور وہ ازل سے اپنی صفت خلق وفعل سے متصف ہے لہٰذا جب جسے اور جیسے چاہتا ہے پیدا کرسکتا ہے۔

رابعاً: صفت خلق پر ایمان رکھنے کے اثرات:

۱۔توحید ربوبیت پر ایمان میں مضبوطی آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام موجودات کا خالق ہے: اللّٰہُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ''اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔''(سورۃ الزمر:۶۲)

وہی ہر چیز کا مالک ہے: وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاللّٰهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ''آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے''(سورۃ آل عمران:۱۸۹)

اور فرمایا: فَسُبْحٰنَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ''پس پاک ہے وہ اللہ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور جس کی طرف تم سب لوٹائے جاؤگے۔''(سورہ یٰس:۸۳)

اور وہی مدبر کائنات ہے: يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ ''وہ آسمان سے لے کر زمین تک (ہر) کام کی تدبیر کرتا ہے، پھر (وہ کام) ایک ایسے دن میں اس کی طرف چڑھ جاتا ہے جس کا اندازہ تمہاری گنتی کے ایک ہزار سال کے برابر ہے''(سورۃ السجدۃ:۵)

اور فرمایا:۔۔۔۔''آپ کہیے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے؟ اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے؟ اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟ اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ اللہ''(سورۃ یونس:۳۱)

۲۔بعث ونشور پر ایمان میں پختگی آتی ہے کہ جس نے پیدا کیا ہے وہ دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ''قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ''اور اس نے ہمارے لئے مثال بیان کی اور اپنی (اصل) پیدائش کو بھول گیا، کہنے لگا ان گلی سڑی ہڈیوں کو کون زندہ کرسکتا ہے؟ آپ جواب دیجئے! کہ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے انہیں اول مرتبہ پیدا کیا ہے، جو سب طرح کے پیدائش کا بخوبی جاننے والا ہے۔''(سورہ یٰس:۷۸۔۷۹)

۳۔اللہ تعالیٰ کی محکم تخلیق، اور متقن صنعت کاری پر غور وفکر کرنے سے دل میں اس خالق کائنات کی تعظیم میں اضافہ اور اس سے دلی تعلق میں مضبوطی آتی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيٰتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ''آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقیناً عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں، جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں اور آسمانوں وزمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے

ہیں، اور کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! تونے یہ بے فائدہ نہیں بنایا، تو پاک ہے پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔(سورۃ آل عمران:۱۹۰۔۱۹۱)

۴۔اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت، وسعت ملکیت، عموم رحمت، بدیع حکمت، اور احاطہ علم پر غور کرنے سے اس کے تئیں محبت میں اضافہ ہوتا ہے، بندہ صرف اسی پر بھروسہ کرنے لگتا ہے، اور اسی سے ہدایت اور راہ یابی طلب کرتا ہے، پھر تمام معبودان باطلہ کو ٹھکرا کر صرف اسی کی طرف رجوع کرتا ہے، اور اسی کے لئے اپنے سارے اعمال کو خاص کر دیتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے: وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَاۗءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ’’اور جبکہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو، بجز اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہی مجھے ہدایت بھی کرے گا۔‘‘(سورۃ الزخرف:۲۶۔۲۷)

اور فرمایا: اِنِّىْ وَجَّهْتُ وَجْهِىَ لِلَّذِىْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ’’میں یکسو ہو کر اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں، جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔‘‘ (سورۃ الانعام:۷۹)

خامساً: **صفت خلق کے تقاضے** ا۔یہ اعتقاد رکھا جائے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہمارا کارساز ہے، اور وہی بہترین مددگار بھی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے کہ انہوں نے دعا کی تھی: رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ’’اے میرے پروردگار! تونے مجھے ملک عطا فرمایا اور تونے مجھے خواب کی تعبیر سکھلائی، اے آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے! تو ہی دنیا وآخرت میں میرا ولی (دوست) اور کارساز ہے، تو مجھے اسلام کی حالت میں فوت کر اور نیکوں میں ملادے‘‘ (سورہ یوسف:۱۰۱)

۲۔جو خالق حقیقی ہے وہی عبادت کا مستحق بھی ہے: یا أیھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون ’’اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا، یہی تمہارا بچاؤ ہے۔‘‘ (سورۃ البقرۃ:۲۱) بلکہ تخلیق انسانی کا واحد مقصد یہی تھا کہ صرف ایک اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کی جائے۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ’’میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔‘‘ (سورۃ الذاریات ۵۶)

اس خالق کائنات رب العالمین نے اسی بات کا حکم بھی دیا ہے: وما أمروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین ’’انہیں صرف اس بات کا حکم دیا گیا کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے۔‘‘ (سورۃ البینۃ:۵)

بنابریں یہ واجب ہے کہ ہمارے سارے اعمال، اقوال، اور ظاہری وباطنی عبادات صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے خاص ہوں: قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین ’’آپ فرمادیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔‘‘ (سورۃ الانعام:۱۶۲)

اور یقیناً یہی ہماری کامیابی کامرانی کا ضامن ہے: بلی من أسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہ أجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ’’سنو! جو بھی اپنے آپ کو خلوص کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکا دے، بے شک اسے اس کا رب پورا بدلہ دے گا، اس پر نہ تو کوئی خوف ہوگا، نہ غم اور اداسی‘‘ (سورۃ البقرہ:۱۱۲)

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

(بقیہ جماعتی خبر)

**رکن شوریٰ جناب عطاء اللہ پاشاصاحب چنئی کی والدہ محترمہ کاانتقال پر ملال:** یہ خبر نہایت رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے رکن شوری اور صوبائی جمعیت اہل حدیث تمل ناڈو وپانڈیچری کے سابق نائب امیر وسابق خازن جناب عطاء اللہ پاشاصاحب کی والدہ محترمہ کا مورخہ ۲؍رمضان ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۳؍مارچ ۲۰۲۳ بروز جمعہ بوقت دو بجے شب ۹۲ سال کی عمر میں آبائی وطن چنئی میں انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ پابند صوم وصلوۃ اور خلیق وملنسار خاتون تھیں۔ پسماندگان میں جناب عطاء اللہ پاشاصاحب کے علاوہ دولڑکے جناب احسان اللہ صاحب، جناب عبداللہ صاحب اور تین لڑکیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔ مرحوم کے نام سے چنئی میں بیگم لطیف النساء اسکول قائم تھا۔ اگلے دن بعد نماز ظہر تدفین عمل میں آئی۔ اللہ مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔ لغزشوں سے درگزر کرے، جنت الفردوس کی مکین بنائے اور پسماندگان خصوصاً جناب عطاء اللہ پاشا اور ان کے بھائیوں اور بہنوں کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین (شریک غم ودعا گو: مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ودیگر ذمہ داران)

رپورٹ: شعبۂ تنظیم

# مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا غیر معمولی اجلاس

## بحسن وخوبی اختتام پذیر، اہم فیصلے اور تجاویز وقرارداد منظور

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا ایک اہم اجلاس زیر صدارت فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند بتاریخ ۱۸/مارچ ۲۰۲۳ء مطابق ۲۵/شعبان ۱۴۴۴ھ بروز ہفتہ بمقام اہل حدیث کمپلیکس، ابوالفضل انکلیو، اوکھلا، نئی دہلی منعقد ہوا جس میں ملک کے بیشتر صوبوں سے آئے ہوئے معزز اراکین عاملہ، صوبائی ذمہ داران اور مدعوئین خصوصی نے شرکت کی۔ اجلاس کا ایجنڈا حسب ذیل تھا:

۱۔ خطاب امیر
۲۔ گزشتہ کارروائی کی خواندگی اور توثیق
۳۔ رپورٹ ناظم عمومی
۴۔ رپورٹ ناظم مالیات
۵۔ موقر مجلس شوری کے فیصلوں کی تنفیذ کے لئے لائحہ عمل۔
۶۔ مرکزی جمعیت کے تعمیراتی کاموں کی رپورٹ اور ان کے لئے مالیات کی فراہمی پر غور وخوض۔
۷۔ جمعیت کے مالی استحکام پر غور وخوض
۸۔ ملکی وملی مسائل پر غور
۹۔ دیگر امور باجازت صدر

مجلس کا آغاز صبح دس بجے ڈاکٹر عبدالعزیز مدنی صاحب مبارکپوری کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد حسب ایجنڈا اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی پھر صدر اجلاس فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے اپنے خطاب میں تمام مؤقر حاضرین کا صمیم قلب سے استقبال کرتے ہوئے خوش آمدید کہا اور ان کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کیا۔ بعدازاں اپنے جامع ترین تذکیری خطاب میں ایمان باللہ، عقیدہ توحید کی اصلاح، اتباع کتاب وسنت، تقویٰ وطہارت، اتحاد ویکجہتی، اخوت وبھائی چارہ، حسن اخلاق اور معاملات میں شفافیت کی نصیحت کی۔ نظم وضبط میں سلف صالحین کو اسوہ بنانے کی تلقین کی۔ علاوہ ازیں فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور انسان دوستی کو فروغ دینے نیز اسلام کی بیش بہا انسانیت نواز روشن تعلیمات سے برادران وطن کو اخلاقی، عملی اور علمی طور پر روشناس کرانے کی ضرورت پر بطور خاص زور دیا۔ اس کے علاوہ ہر طرح کی دہشت گردی، بدامنی، مذہبی منافرت، غیر سماجی سرگرمیوں اور اشتعال انگیزی کی سخت الفاظ میں مذمت کی اور پوری ایمانی قوت، صبر وضبط، ہمت وحوصلہ اور حکمت ودانائی کے ساتھ خیر امت کا فریضہ ادا کرتے رہنے کی تلقین کی۔

گزشتہ کارروائی کی خواندگی اور توثیق کے بعد ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی نے اس اجلاس میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مختلف شعبہ جات استقبالیہ، دفتری امور، شعبہ دعوت وارشاد، شعبہ تعلیم وتربیت، شعبہ نشر واشاعت، میڈیا سیل، شعبۂ تنظیم، شعبہ افتاء ومجلس تحقیق علمی، شعبہ تعمیرات، شعبہ احصائیات، شعبہ قومی وملی امور وغیرہ کے تحت اللہ تعالیٰ کی توفیق ومدد اور امیر محترم کی فعال قیادت ومخلصانہ رہنمائی اور شبانہ روز مساعی اور ارکان واحباب کے تعاون سے انجام دی گئی سرگرمیوں کی مختصر تحریری رپورٹ پیش کی جس پر حاضرین نے اپنے اطمینان وخوشی کا اظہار کیا۔ علاوہ ازیں ناظم مالیت الحاج وکیل پرویز نے آمد وخرچ کے حسابات پیش کئے جس پر ہاؤس نے اطمینان واعتماد کا اظہار کیا۔ اجلاس میں جمعیت کے کاموں کا بھی جائزہ لیا گیا اور آئندہ دعوتی، تعلیمی، تنظیمی، تعمیراتی اور رفاہی منصوبوں اور انسانی خدمات کو مہمیز دینے پر غور کیا گیا۔ اس کے علاوہ جمعیت کے مالی استحکام بالخصوص اہل حدیث منزل اور اہل حدیث کمپلیکس میں زیر تعمیر کثیر المقاصد عمارت کے لئے ملکی سطح پر اہل خیر حضرات کا زیادہ سے زیادہ تعاون حاصل کرنے کی اپیل کی گئی۔ اور طے پایا کہ ماہ رمضان المبارک کا ایک جمعہ پورے ملک میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے تعمیراتی مد میں تعاون کے لئے اعلان کے لئے مختص کیا جائے۔ اس اجلاس میں گجرات کے سابق ناظم اور خودساختہ اور غیر دستوری وغیر اخلاقی ناظم کہلانے والے مولوی کے مرکز صوبائی جمعیت کے ممبران اور تمام مساجد ومدارس اور صوبوں کے ذمہ داران کے خلاف آڈیو ویڈیو اور تحریری ہفوات اور کذب وافتراء کی سخت مذمت کی گئی اور اظہار افسوس کیا گیا۔ اور کنوینر جناب عابد ڈچ کی مختصر رپورٹ حسن کارکردگی کی روشنی میں وہاں دستوری تقاضوں کو بروئے کار لاتے ہوئے جلد انتخاب کرانے پر زور دیا گیا اسی طرح بعض صوبہ کے بارے میں طے پایا کہ نائبین کا انتخاب دستوری تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے شوری بلا کر کیا جائے نیز اسے بے جا تصرفات پر تنبیہ کی

گئی۔اسی طرح بالائی جمعیات کی سرپرستی میں تنظیمی کنونشن کے انعقاد اور دعوتی وتربیتی پروگراموں کو منظم کرنے پر زور دیا گیا۔اس موقع پر عاملہ کے اراکین نے مرکزی جمعیت کے نومنتخب عہدیداران کو مبارکباد پیش کی۔

اس میٹنگ میں ملک وملت سے متعلق اہم امور زیر غور آئے اور بالاتفاق چند قراردادا ور تجاویز پاس ہوئیں۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں اسلام کی تعلیمات کو عام کرنے اور اسلامی تعلیمات اور اعلیٰ اخلاق وکردار کی روشنی میں اسلام کے سلسلے میں پھیلی ہوئی بدگمانیوں اور افواہوں کے ازالہ اور ایک دوسرے کی مذہبی کتابوں اور مذہبی پیشواؤں اور رہنماؤں کا احترام کرنے اور صاحب خیر اور صاحب ثروت حضرات سے مدارس کی زیادہ سے زیادہ مدد کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں ملک میں اشتعال انگیز بیانات اور ایک مخصوص طبقہ کی توہین کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی اور ملک ومعاشرہ میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور بھائی چارہ کو برقرار رکھنے کی اپیل کرتے ہوئے ملک کی روایتی شبیہ کو باقی رکھنے کی ضرورت پر زور دیا گیا۔علاوہ ازیں قرارداد میں ملک اور بیرون ملک میں ہونے والے دہشت گردانہ واقعات اور غیر سماجی سرگرمیوں کی مذمت کی گئی۔اسی طرح فاضل عدالتوں سے باعزت بری ہونے والے نوجوانوں کو معاوضہ دینے، ملک کی سب سے بڑی اقلیت کی تعلیمی، سماجی اور اقتصادی صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے قائم شدہ کمیٹیوں اور کمیشنوں کی سفارشات کو نافذ کرنے کی اپیل کی گئی۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں مہنگائی اور بے روزگاری پر قابو پانے اور زیادہ سے زیادہ روزگار کے مواقع پیدا کرنے نیز جہیز کو ملک وسماج کے لیے ناسور قرار دیتے ہوئے اس کے خلاف بیداری پیدا کرنے اور عوام وخواص کو اس کے نقصانات سے آگاہ کرنے کی اپیل کی گئی ہے۔اسی طرح ترکی اور شام میں زلزلے سے ہونے والے جانی ومالی نقصانات پر گہرے رنج وغم کا اظہار اور عالمی برادری سے فوری راحت رسانی وبازآبادکاری میں ہرممکن تعاون کی اپیل کی گئی۔مجلس عاملہ کی قرارداد میں بعض ممالک کے درمیان جاری جنگ کے پس منظر میں کہا گیا کہ لڑائی مسئلہ کا حل نہیں ہے اسے باہمی گفت وشنید سے جلد حل کیا جانا چاہیے۔علاوہ ازیں فلسطینیوں کے حقوق کو تسلیم کرنے اور اسرائیل کو عالمی قوانین کا پابند بنانے کی ضرورت پر زور دیا گیا کیوں کہ یہ انسانیت کے مفاد میں ہے۔مجلس عاملہ کے اجلاس میں سعودی عرب اور ایران کے درمیان سفارتی تعلقات کے از سرنو آغاز کا خیر مقدم کیا گیا، ویسے بھی سعودی عرب دیگر ممالک خصوصاً ہمسایہ ملکوں کے ساتھ ہمیشہ خوش گوار تعلقات رکھنے پر عامل رہا ہے۔اس کی تحسین کی گئی۔

**قرارداد کا متن:**

☆ موجودہ حالات میں دعوت وتبلیغ کا کام انتہائی اہم ہے۔یہ ایک دینی فریضہ ہے۔اب تک ہم دوسروں تک اسلامی تعلیمات کو پہنچانے میں ناکام رہے ہیں، ملک میں بہت سی تنظیمیں اور ادارے ہیں جن کے قیام کا مقصد ہی دعوت وتبلیغ رہا ہے لیکن افسوس ہے کہ اس سلسلے میں بڑی لاپرواہی پائی جارہی ہے۔مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس تمام مسلم تنظیموں، اداروں، ائمہ کرام اور علمائے عظام سے اپیل کرتا ہے کہ وہ منظم اور منصوبہ بند طریقے سے اسلام کی تعلیمات کو برادران وطن تک پہنچائیں تاکہ ہمارا وجود دوسروں کے لئے مفید ثابت ہو۔خاص طور سے عقیدہ توحید کی اہمیت وافادیت کو برادران وطن تک پہنچانے اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دوسروں کی بدگمانیوں کے ازالہ کی بھی ضرورت ہے۔

☆ وطن عزیز میں دیگرادیان کے مذہبی پیشواؤں اور مذہبی کتابوں کے احترام کی روایت رہی ہے۔ملک کا آئین ہمیں دوسروں کو اپنی مذہبی تعلیمات کے مطابق رہنے اور زندگی بسر کرنے کی آزادی دیتا ہے۔لیکن یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ کچھ لوگ اپنے سیاسی مقاصد کی تکمیل کے لئے مخصوص طبقہ کی مذہبی کتاب کی غلط تشریح اور بے حرمتی کررہے ہیں۔مجلس عاملہ کا یہ اجلاس سبھی لوگوں سے ایک دوسرے کی مذہبی کتاب اور مذہبی پیشواؤں کا احترام اور دوسروں کی مذہبی کتابوں کی غلط تشریح کرنے سے باز رہنے کی اپیل کرتا ہے۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا ماننا ہے کہ کرونا کے بعد سے ہمارے دینی مدارس وجامعات کی مالی وتعلیمی صورت حال انتہائی ابتر اور کافی حد تک متاثر ہوچکی ہے۔تعلیمی نظام درہم برہم ہوچکا ہے مدارس چونکہ غریب بچوں کی سب سے بڑی تعلیمی وتربیتی ضرورت کو پوری کرتے اور ہمارے دینی مراکز ہیں اس لئے ان کو کرونا سے پہلے کی حالت میں لانا اشد ضروری ہے لہٰذا عاملہ کا یہ اجلاس صاحب ثروت اور مخیر حضرات سے تمام دینی مدارس وجامعات کا زیادہ سے زیادہ تعاون کرنے کی اپیل کرتا ہے۔

☆ ملک میں اشتعال انگیز بیانات بڑھتے جارہے ہیں، ایک مخصوص طبقہ کی توہین کرنے کے لئے بعض سیاسی لیڈران قانون سے بے پرواہوکر اشتعال انگیز بیانات کے ذریعہ ملک وسماج میں نفرت کا ماحول بنارہے ہیں۔اور ملک کو بدنام کرنے کا سبب بن رہے ہیں مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ایسے لیڈروں کے خلاف کڑی قانونی کارروائی کی اپیل کرتا ہے تاکہ معاشرہ میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور بھائی چارہ برقرار رہے۔اور عالمی سطح پر ہمارے ملک کی جو امیج ہے وہ باقی رہے۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک اور بیرون ملک ہونے والے ہرطرح کے دہشت گردانہ واقعات اور غیر سماجی سرگرمیوں کی مذمت کرتی ہے۔مجلس عاملہ کے اس اجلاس ماننا ہے کہ غیر سماجی سرگرمیوں اور دہشت گردی کو کسی خاص مذہب سے جوڑنا سراسر ناانصافی اور غیر مناسب ہے کیوں کہ دنیا کا کوئی بھی مذہب دہشت گردی اور غیر سماجی سرگرمیوں کے لئے کسی کو اجازت نہیں

دیتا، دہشت گردی اور غیر سماجی سرگرمیوں کو انجام دینے والا اپنے ان اعمال کا خود ذمہ دار ہوتا ہے۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کے اس اجلاس کا ماننا ہے کہ خلاف قانون کاموں اور سرگرمیوں کی ہر حال میں حوصلہ شکنی ہونی چاہیے اور قانونی طور پر سب کے ساتھ یکساں برتاؤ ہونا چاہیے لیکن جن ملزمین کو ہماری فاضل عدالتوں نے باعزت بری کردیا ہے ان کی زندگی کو معمول پر لانے کے لئے حکومتوں کی طرف سے خاطر خواہ معاوضہ ملنا چاہیے اور ان لوگوں کے خلاف تادیبی کارروائی ہونی چاہیے جو نوجوانوں کے مستقبل کو برباد کرنے کا سبب بن رہے ہیں۔

☆ اقلیتوں خاص طور سے ملک کی سب سے بڑی اقلیت مسلمانوں کی معاشی، سماجی اور تعلیمی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے متعدد کمیشنوں اور کمیٹیوں نے حکومتوں کو اپنی سفارشات پیش کی ہیں۔ مسلمانوں کی تعلیمی وسماجی اور اقتصادی صورت حال کافی قابل رحم حالت میں ہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس اقلیتوں کی تعلیمی، سماجی اور معاشی حالت کو بہتر بنانے کے لئے مرکزی اور صوبائی حکومتوں سے ان سفارشات کے نفاذ کا مطالبہ کرتا ہے۔

☆ اس وقت مہنگائی، بے روزگاری ملک کے بڑے مسائل میں سے ہیں۔ مہنگائی کی وجہ سے غریب اور متوسط طبقہ کی ضروریات زندگی پوری ہونی مشکل ہورہی ہے۔ کم تنخواہ اور روزگار نہ ہونے کے سبب تعلیم اور دیگر گھریلو ضروریات کافی متاثر ہورہی ہیں مجلس عاملہ کا یہ اجلاس مرکزی اور صوبائی حکومتوں اور دیگر متعلقہ اداروں کو زیادہ سے زیادہ روزگار پیدا کرنے اور مہنگائی پر کنٹرول پانے کی اپیل کرتا ہے۔

☆ جہیز کا چلن ہمارے سماج کے لئے انتہائی پریشان کن بنتا جارہا ہے۔ اب تو جہیز کے بغیر بیٹیوں کی شادی کرنا انتہائی مشکل ہوتا جارہا ہے یہ مسلم معاشرہ کا بھی ایک اہم مسئلہ بن چکا ہے۔ جس کے ازالہ کی شدید ضرورت ہے۔ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک کی فلاحی وسماجی تنظیموں، اداروں، ائمہ وخطباء سے اپیل کرتا ہے کہ وہ عوام وخواص کو جہیز کے نقصانات سے آگاہ کریں اور لوگوں کے بیچ جہیز مخالف بیداری پیدا کریں تاکہ جہیز جیسے ناسور پر قابو پایا جاسکے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ترکی اور شام میں زلزلے سے ہونی والی بھاری تباہی اور جان ومال کے بے تحاشہ نقصان پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے مہلوکین کے پسماندگان، متاثرین اور وہاں کی حکومتوں سے قلبی تعزیت اور عالمی برادری سے اپیل کرتا ہے کہ متاثرین کی زیادہ سے زیادہ مدد اور جلد از جلد باز آباد کاری میں ہر ممکن اقدام کیا جائے۔ عاملہ کا ماننا ہے کہ اس طرح کے واقعات قدرتی نظام کا حصہ ہیں ان سے ہمیں سبق حاصل کرتے ہوئے اپنے پالنہار سے توبہ واستغفار کرنا چاہیے۔

☆ لڑائی دنیا کے کسی بھی حصہ میں ہو یقینا تشویشناک ہے اور یہ پوری انسانیت کے ذہن ودماغ اور اقتصادی ومعاشرتی صورت حال کو متاثر کرتی ہے ایسے میں ضروری ہے کہ متعلقہ ممالک اپنے کسی بھی تنازعہ کو بات چیت کے ذریعہ حل کرنے کی کوشش کریں۔ لڑائی کسی بھی مسئلہ کا پائیدار حل نہیں۔ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس دنیا کے باا ثر ممالک سے کہیں بھی ہونے والی جنگوں کو روکنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنے کی اپیل کرتا ہے۔

☆ فلسطین میں اسرائیل کی کارروائی امن پسند ممالک کے لئے فکرمندی اور تشویش کا باعث ہے۔ پُرامن فلسطینیوں کو ان کے حقوق ملنے چاہئیں۔ وہاں پر روز افزوں اسرائیل کی کاروائی عالمی قوانین اور اقوام متحدہ کی قراردادوں کے بالکل برعکس ہے۔ مشرق وسطیٰ میں امن وامان کے قیام کے لئے اسرائیل کو اقوام متحدہ کے قانون کا پابند بنانا ضروری ہے۔ یہ پوری انسانیت کے مفاد میں ہے۔

☆ ملکوں کی ترقی میں سفارتی تعلقات کی بڑی اہمیت ہے۔ ان کا سلسلہ ٹوٹ جانے سے ناقابل تلافی نقصانات ہوتے ہیں جبکہ اس کو زیادہ دنوں تک برقرار رکھنا کسی بھی ملک کے مفاد میں نہیں ہوتا۔ حال ہی میں طویل عرصے کے بعد سعودی عرب اور ایران کے مابین سفارتی تعلقات بحال ہوئے ہیں امید ہے کہ اس سے دونوں ملکوں کے مابین ہمہ جہتی تعلقات میں بہتری آئے گی۔ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ان سفارتی تعلقات کی بحالی کا خیر مقدم کرتا ہے اور انھیں بنظر استحسان دیکھتا ہے نیز توقع کرتا ہے کہ دونوں ملک سفارتی تقاضوں کا پاس ولحاظ رکھیں گے اور اس سلسلے میں آگے بڑھتے رہیں گے۔ خصوصاً سعودی عرب کے اپنے ہمسایہ ملکوں کے ساتھ ہمیشہ بہتر سلوک رکھنے کی تحسین کی گئی۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس جماعت وجمعیت اور اہم ملی وسماجی شخصیات مسجد تلیان اہل حدیث جودھپور راجستھان کے متولی جناب عبدالرحیم صاحب، سابق ریاستی وزیر حکومت بہار جناب شکیل الزماں انصاری کے بڑے بھائی جناب خلیق الزماں انصاری، چمپارن بہار کی اہم دینی و تعلیمی مرکز مدرسہ منظر العلوم بلی رامپور کے صدر اور ضلعی جمعیت اہل حدیث مغربی چمپارن کے نائب امیر ماسٹر رئیس الاعظم صاحب، سابق نائب امیر متحدہ آندھرا پردیش جناب سلطان خان صاحب، ناظم مالیات کے بھانجے اور ان کے داماد کے بھائی جناب صغیر اختر صاحب، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے انگریزی آرگن دی سمپل ٹروتھ کے ایڈیٹر اور رکن عاملہ وشوریٰ ڈاکٹر ابوالحیات اشرف صاحب کے سمدھی ایس ایم صابر صاحب گلی قاسم جان دہلی، صوبائی جمعیت اہل حدیث جموں وکشمیر کے سابق امیر غلام ملک صاحب وغیرہم کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جماعت وجمعیت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔

☆☆☆

عتیق اثرؔ

# نظم

## قرآن وحدیث کی ہدایاتِ عالیہ سے ماخوذ آدابِ حیات

| | |
|---|---|
| ایمان لاؤ! جو کہے ایماں کیا کرو | احسان کے چراغ سے، ہر سو ضیا کرو |
| الجھن بڑھائے رکھنے سے کچھ فائدہ نہیں | اے دوستو! ضروری ہے سادہ جیا کرو |
| آؤ دکھائیں کیا ہے شگفتہ سی زندگی | آؤ! بتائیں کیا کرو، کیا نہ کیا کرو |
| جب بھی کبھی ہو مردِ مسلماں کا سامنا | تسلیم پہلے، پھر خبرِ دل لیا کرو |
| عزم جواں بلندیٔ فکر و خیال ہو | راہیں خلوصِ کار سے روشن کیا کرو |
| دشمن کے دل کی فتح ہے بس حسن گفتگو | کردار کی اداؤں سے دل لے لیا کرو |
| دنیا کو یوں گزارو کہ راہِ سفر ہے یہ | بس اک نگاہ کا اسے موقع دیا کرو |
| دستِ طلب سے دستِ عطا ہے بلند تر | ترکِ سوال، محنت جاں سے کیا کرو |
| خود اپنے واسطے جو پسندیدہ شئے نہ ہو | ترغیب دوسروں کو نہ اس کی دیا کرو |
| یخنی میں اور پانی ملاؤ نمک کے ساتھ | اپنے پڑوسیوں کو بھی تحفہ دیا کیا کرو |
| ہنس کر ملو کہ یہ بھی ہے اک صدقۂ لطیف | خوش ہو کے دوسروں کو بھی شاداں کیا کرو |
| خنجر سے یا زبان سے حملہ کسی پہ ہو | مرہم لگاؤ چاک گریباں سیاکرو |
| توقیر بزرگوں کی ضروری ہے ہر طرح | چھوٹوں پہ رحم ولطف عنایت کیا کرو |
| عیش و نشاط و فتح وظفر میں نشہ نہ ہو | تلخابۂ حیات سنبھل کر پیا کرو |
| گاہے ارادۂ سفر خیر ہو اگر | ہنگامۂ ریا سے بچو توریہ کرو |
| اک دل ہی پورے جسم میں ہے مرکزی مقام | آلودہ ہو تو اس کو مجلی کیا کرو |
| پہلے قرارِ دل سے ٹھہر جاؤ عدل پر | یعنی ثبات و صبر کا پھر توصیہ کرو |
| لایعنی ہو عمل کوئی یا کوئی گفتگو | ان نامرادیوں سے حذر ہی کیا کرو |

شعر و شعور و نغمہ اثرؔ راہ پر نہ تھے
فن میں ہو حق نمائی، عمل بے ریا کرو

**چمپارن بہار کے اہم دینی و تعلیمی مرکز مدرسہ منظر العلوم بلی رامپور کے صدر اور ضلعی جمعیت اہل حدیث مغربی چمپارن بہار کے نائب امیر معروف دینی وملی اور جماعتی شخصیت ماسٹر رؤف العظم صاحب کا انتقال پُرملال:** یہ خبر نہایت ہی رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ چمپارن بہار کے اہم دینی وتعلیمی مرکز مدرسہ منظر العلوم بلی رامپور کے صدراور ضلعی جمعیت اہل حدیث مغربی چمپارن بہار کے نائب امیر معروف دینی وملی اورجاعتی شخصیت ماسٹر رؤف العظم صاحب کا گزشتہ شب ساڑھے بارہ بجے بعمر تقریبا72 سال انتقال ہوگیا۔اناللہ وانا الیہ راجعون

استادگرامی ماسٹر رؤف الاعظم صاحب علاقے کی مقتدر شخصیت اور معروف علمی وثقافتی بستی بلیرامپور کے معزز خاندان کے چشم وچراغ تھے۔اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی خوبیوں سے نوازا تھا۔آپ بڑے خلیق وملنسار، دینی وجماعتی غیرت سے سرشار اورنہایت جری وباوقارانسان تھے۔آپ انگریزی زبان کے ماہر تھے۔آپ نے وکالت کی ڈگری حاصل کی تھی لیکن اس کو پیشہ نہیں بنایا بلکہ تدریسی خدمات کو ترجیح دی۔1975 سے 1991 تک مدرسہ منظر العلوم کے سکریٹری رہےاور 2001 سے تادم واپسیں اس کے صدر رہے۔آپ نے مدرسہ کو ایسے وقت میں سنبھالا دیا جب کہ وہ کئی طرح کے بحران سے دوچار تھا۔آپ انفرادی طور پر بھی اور افراد جماعت کے دعوتی وتبلیغی دورے کرتے تھے۔ضلعی جمعیت اہل حدیث مغربی چمپارن کے حالیہ الیکشن میں اتفاق رائے سے ان کو خازن منتخب کیا گیا تھا لیکن انہوں نے اپنے تعلیمی وغیرہ مشاغل کے سبب معذرت کرلی اور کہا کہ کسی عالم دین کو یہ عہدہ دیا جائے۔ان کا انتقال جماعت وملت کا بڑا خسارہ ہے۔پسماندگان میں اہلیہ، آٹھ لڑکے چار لڑکیاں اورمتعدد پوتے پوتیاں اورنواسے نواسیاں ہیں۔تدفین آج مورخہ 16 / مارچ 2023ء کو بعد نمازِ عصر آبائی وطن بلیرامپور میں عمل میں آئی۔اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے، بشری لغزشوں سے درگذرفرمائے، دینی وجماعتی خدمات کوشرف قبولیت بخشے، جنت الفردوس کامکین بنائے اور جملہ پسماندگان ومتعلقین کوصبر جمیل کی توفیق عطافرمائے۔آمین (شریک غم ودعاگو:اصغرعلی امام مہدی سلفی،امیرمرکزی جمعیت اہل حدیث ہندودیگرذمہ داران)

**انتقال پُرملال:** مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے انگریزی آرگن ماہنامہ دی سمپل ٹروتھ کے مدیر، متعدد کتابوں کے مصنف ومؤلف، مشہورصاحب قلم اور ماہرنصاب تعلیم ڈاکٹر ابوالحیات اشرف کے سمدھی ایس۔ایم صابر کا مورخہ ۱۷/مارچ ۲۰۲۳ کو۱۱/بجے شب کو پرانی دہلی میں ۹۰/سال کی عمرمیں انتقال پُرملال ہوگیا۔اناللہ واناالیہ راجعون۔مرحوم ایس ایم صابر پرانی دہلی کی ایک نامور سماجی شخصیت تھے۔فلاحی، سماجی اور تعلیمی سرگرمیوں میں ہمیشہ پیش پیش ہونے کی وجہ سے علاقہ میں ایک نمایاں پہچان تھی۔ان کے پسماندگان میں چارلڑکے ایس ایم نوید، ایس ایم جنید، ایس ایم فیصل، ایس ایم عاصم اورایک لڑکی ہیں۔کچھ ماہ قبل مرحوم ایس ایم صابر کی اہلیہ کا بھی انتقال ہوگیا تھا۔یکے بعد دیگرے اتنے کم عرصہ میں گھر کے دوسرپرستوں سے محروم ہوجانا اہل خانہ اور پسماندگان کے لئے یقینا انتہائی صبر آزمامرحلہ ہے لیکن اللہ کی مشیت اور فیصلے کو کون ٹال سکتا ہے۔میں اہل خانہ کے جملہ افراد خاص طور سے عزیزم ایس ایم فیصل سلمہ کے غم میں برابر کا شریک ہوں اوردعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔اوران کی سماجی خدمات کو قبول فرمائے درجات کو بلند فرمائے، جملہ پسماندگان واعزاء واقارب کو صبرجمیل کی توفیق عطافرمائے۔آمین (شریک غم: مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی، امیرمرکزی جمعیت اہل حدیث ہندودیگرذمہ داران)

## جماعتی خبریں

**مشہورمصنف ومؤلف مولانا عبدالرؤف ندوی صاحب کو صدمہ:** مشہورومعروف مصنف ومؤلف مولانا عبدالرؤف ندوی صاحب کے جواں سال بیٹے محمد اقبال تلسی پور، بلرامپور، یوپی کا تقریباً ۳۲/سال کی عمرمیں یکم فروری ۲۰۲۳ کو ۴/بجے انتقال ہوگیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔وہ بلڈ پریشر کے عارضے میں مبتلا تھے۔اتنی کم عمرمیں جواں سال بیٹے کا رخصت ہوجانا مولانا ندوی صاحب اور جملہ اعزہ واقارب کے لئے انتہائی سخت آزمائش اور صدمہ کا باعث ہے۔لیکن قضائے الٰہی پر صابروشاکر رہنا ایک مومن کی پہچان ہے۔دعا گوہوں کہ اللہ تعالیٰ مولانا عبدالرؤف ندوی صاحب اورتمام اہل خانہ اور جملہ متعلقین کوصبروسلوان کی توفیق عطافرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطافرمائے۔(شریک غم: مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی، امیرمرکزی جمعیت اہل حدیث ہندودیگرذمہ داران)

**وفات حسرت آیات:** یہ خبر بڑے رنج وغم کے ساتھ سنی جائے گی کہ میرے عزیز دوست مولانا ابراراحمد فیضی موضع ٹکریا ضلع سدھارتھ نگر کا تقریباً ۴۲ سال کی عمرمیں ۳۰/مارچ ۲۰۲۳ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب طویل علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔وہ گردہ کے عارضہ میں مبتلا تھے جس کی وجہ سے ان کا ہفتہ میں تین بار ڈائیلیسس ہوتا تھا۔وہ بہت ہی ملنسار اور خوش مزاج انسان تھے۔گذشتہ چاربرسوں سے بیمار رہنے کی وجہ سے دہلی چھوڑکر اپنے آبائی گاؤں منتقل ہوگئے تھے۔اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔لواحقین اوران کی اولاد اور بیوہ کو اللہ صبر جمیل عطا فرمائے آمین مرحوم کے پسماندگان میں دو بیٹے اورتین بیٹیاں ہیں۔مصیبت کی اس گھڑی میں اللہ ان کا حامی وناصر ہو۔قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔(شریک غم: عبدالواحد بلرامپوری، کارکن مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)

(بقیہ صفحہ ۲۵ پر)

# اعلان داخلہ

## المعهد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامية

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام اہل حدیث کمپلیکس اوکھلائی دہلی میں قائم اعلیٰ تعلیمی وتربیتی ادارہ ’’المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیۃ‘‘ میں نئے تعلیمی کلینڈر (2023-2024) کے مطابق امسال نئے سیشن کے لئے

**یکم مئی، 2023ء مطابق 10/شوال 1444ھ بروز پیر تا 3/مئی 2023ء**

**مطابق 12/شوال 1444ھ بروز بدھ** داخلہ لیا جائے گا۔ان شاء اللہ

### شرائط داخلہ:

● امیدوار کسی معتبر سلفی ادارہ سے فارغ التحصیل ہو۔ ● دین کی خدمت اور دعوت کا جذبہ فراواں رکھتا ہو۔ ● آخری سال میں امتیازی نمبرات حاصل کیے ہوں۔ ● فراغت پر دو سال سے زیادہ کی مدت نہ گزری ہو۔ ● جس ادارہ سے فارغ ہو اس سے امیدوار کے حسن السیرۃ والسلوک پر کم از کم دو اساتذہ کی تصدیق ہو۔ ● اسلامی وضع قطع کا پابند ہو ● الیکشن آئی کارڈ یا آدھار کارڈ یافتہ ہو ● مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی کسی ذیلی جمعیت کی طرف سے سفارش کی گئی ہو۔ ● تحریری وتقریری امتحان میں کامیابی کے بعد ہی داخلہ لیا جائے گا۔داخلہ کے لیے اصل اسناد پیش کرنا ضروری ہے۔

### خصوصیات:

● خوشگوار ماحول میں عمدہ تعلیم۔ ● دعوت و افتاء کی عملی مشق۔ ● مقالات وبحوث لکھنے کی تربیت۔ ● انگریزی اور کمپیوٹر کی تعلیم کا معقول بندوبست ● علیحدہ کشادہ کمپیوٹر لیب ● ماہر اساتذہ کی ایک ٹیم۔ ● وقتاً فوقتاً جدید موضوعات پر ماہرین کے توسیعی خطبات۔ ● ہر طالب علم کو ماہانہ وظیفہ ● بہترین رہائشی انتظامات ● ڈائننگ ہال میں کھانے کا نظم۔ ● مطالعہ کے لیے لائبریری جس میں مصادر ومراجع کی کتابیں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ ● کھیل کود کے لیے وسیع میدان۔

**درخواست موصول ہونے کی آخری تاریخ: 26/اپریل 2023ء**

اپنی درخواست مع تصدیقات ونقول اسناد درج ذیل پتہ پر ارسال کریں۔

**’’المعهد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامية‘‘**

اہل حدیث کمپلیکس، ڈی۔ ۲۵۴، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی۔ ۲۵

فون نمبر:۔ 23273407 ,011-26946205، موبائل: 9213172981 ,09560841844

**شعبۂ تعلیم وتربیت:**

**مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند**

### مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے لیے

# عیدانہ فنڈ

## جمع کرنا ہرگز نہ بھولیں

عید کی پرمسرت گھڑیوں میں ''مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند'' کو فراموش نہ کریں۔آپ عید کے مبارک موقعہ پر جس طرح اپنے بچوں کو عیدی دے کر ان کی خوشیوں میں اضافہ کرتے ہیں اسی طرح مرکزی جمعیت کو عیدانہ فنڈ دینا نہ بھولیں۔

تمام ریاستی، ضلعی، مقامی جمعیت اہل حدیث کے امراء و نظماء، ائمہ مساجد وخطباء اور ذمہ داران مدارس ومکاتب سے پرخلوص اپیل ہے کہ مساجد اور عیدگاہوں میں جمعیت کے لیے ضرور اپیل کریں اور جو رقم مرکزی جمعیت کے لیے حاصل ہو اس کو بذریعہ چیک یا ڈرافٹ جمعیت کو ارسال کریں تاکہ آپ کا یہ عیدانہ فنڈ جمعیت وجماعت کے مفید ترین منصوبوں کی تکمیل میں اہم کردار ادا کرسکے۔

**ارسال زر کا پتہ**

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند 4116، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔٦

فون: 011-23273407 فیکس: 011-23246613